Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ پھیروچیچی میں پڑھائی۔ اور خطبہ میں تبلیغ احمدیت کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ نماز کے بعد دس آدمی بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔

یہ بہر خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ جناب حافظ روشن علی صاحب کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی پذیر ہے۔ ٹانگ اور ہاتھ میں حرکت شروع ہو گئی ہے۔ احباب صحت کلی کے لئے دعا کرتے رہیں ٭

بابو روشن الدین صاحب جو ۲۴ جنوری کو سیالکوٹ میں فوت ہوئے۔ اور وہاں دفن کئے گئے تھے ان کی لاش ۷ فروری کو لائی گئی۔ جس میں کوئی تغیر پیدا نہ ہوا تھا۔ جنازہ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔

مولوی محمد یار صاحب شہید سکھ مشنری کالج امرتسر میں لیکچر دینے کے لئے دوبارہ بھیجے گئے ٭ ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب افریقہ سے چار ماہ کی رخصت پر آئے

اخبار الفضل ضرور روزانہ ہونا چاہیئے!

اخباری دنیا کی نگاہ میں آج جماعت احمدیہ اور اس کے مسلمہ آرگن الفضل کی قدر و منزلت گذشتہ چند سالوں کی نسبت بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ انصاف پسند اخبار الفضل کو خوب غور و خوض سے مطالعہ کرنے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہیں۔ مخالف سے مخالف لوگ بھی بڑی محبت اور تڑپ سے پرچہ کو ملاحظہ کے لئے مانگتے ہیں۔ اور کئی ایک غیر احمدی دوستوں نے کہا ہے۔ کہ یہ اخبار ضرور روزانہ ہونا چاہیئے۔ لہذا الفضل کا روزانہ کیا جانا از بس ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی صورت سے بھی روزانہ نہ کیا جاسکے۔ تو ہفتہ میں تین دفعہ ضرور نکلنا چاہیئے۔ نہ صرف احمدیہ جماعت کے لئے یہ اخبار بطور راہنما اور لیڈر کے کام کر رہا ہے۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے سیدھے اور سچے رستے پر چلانے والا اور سب قوموں میں سچی محبت اور اُلفت پیدا کرنے والا صرف اور صرف یہی اخبار ہے۔ تبلیغ دین حقہ کے لئے بھی بہت اعلیٰ حربہ ہے۔ اُمید ہے۔ بندہ کی اس دلی آرزو اور درد سے بھری ہوئی آواز کو قبول کیا جائے گا۔ اور بہت جلد اخبار روزانہ کر دیا جائے گا۔

عاجز محمد ابراہیم سکرٹری تبلیغ۔ ننکانہ صاحب ٭

(۲) میں اخبار الفضل کا خریدار ہوں اور صرف خریدار ہی نہیں بلکہ اس اخبار کا ایک عاشق ہوں۔ اور ہمیشہ شروع سے لیکر اخیر تک لفظ بلفظ پڑھتا ہوں۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اگر سوال زیر بحث کا فیصلہ اس طرح ہو۔ کہ اخبار الفضل روزانہ کر دیا جائے۔ اور چندہ میں مناسب اضافہ ہو جائے۔ الفضل سلسلہ کا ایک ہی اعلیٰ آرگن ہے۔ اس کا روزانہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ موجودہ اخبار جس دن موصول ہوتا ہے۔ اسی دن پڑھ لیا جاتا ہے۔ اور پھر دو یا تین دن تک انتظار کرتا رہتا ہوں۔ اور گن گن کر دن کاٹے جاتے ہیں۔ نیز التماس ہے۔ کہ خبروں وغیرہ کے لئے کم از کم دو ورق اور اضافہ کئے جائیں۔ تاکہ الفضل پڑھنے والے دنیا کی خبروں سے بھی کم و بیش آگاہ ہوتے رہیں لیکن ساتھ ہی یہ عرض ہے کہ موجودہ اخبار سے دو ورق خبروں پر نہ صرف کئے جائیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کے بیان کردہ مضامین یا دوسرے مضامین میں کمی واقع ہو جائے۔ جو اخبار پڑھنے والوں کے لئے تقویت ایمان کا باعث ہیں ٭

محمد نواز انسپکٹر ڈنگس۔ گورداسپور ٭

(۳) الفضل نمبر ۶۰ میں جو پوچھا گیا ہے۔ کہ الفضل روزانہ ہو جانا چاہیئے۔ یا ہفتہ میں تین بار۔ تو اس کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔ کہ روزانہ ہونا چاہیئے۔ اس کی جو قیمت ہو۔ وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ والسلام

خاکسار :۔ اسمٰعیل آدم۔ بمبئی ٭

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

پچاس کے قریب بت پرستوں کا قبول اسلام

گورنر صاحب گولڈ کوسٹ تعلیم الاسلام احمدیہ سکول میں

نومسلمین گذشتہ رپورٹ سے لے کر جو الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ پچاس کے قریب بت پرست حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ احباب ان کے لئے استقامت کی دعا فرمائیں۔

درس مردوں اور عورتوں میں تعلیم قرآن و حدیث جاری ہے۔ عورتیں خدا کے فضل سے خوب شوق سے پڑھ رہی ہیں۔ چونکہ اس ملک میں عورت کی قدر و قیمت بہت کم ہے۔ حیوان سے کسی قدر ہی اوپر درجہ ان کو دیا جاتا ہے۔ اسلئے ہماری احمدی بہنیں جو بچوں کی مائیں ہیں۔ پڑھنے کے لئے آتیں۔ تو لوگ ان پر قہقہے مارتے۔ لیکن اب جب کہ وہ خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہیں۔ تو غیروں کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ پچھلے دو مہینوں کے اندر چار غیر احمدی لڑکیاں بھی درس میں شامل ہوئی ہیں۔

عام تبلیغ لیکچروں اور خط و کتابت کے ذریعہ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ تبلیغ اسلام کی جاتی ہے۔ لوگ مادیت میں غرق ہو رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگ تو یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں۔ اور جو ناخواندہ اور غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ بھی دنیا کی محبت میں اپنے خالق کو بھلا رہے ہیں۔ اسلام بہت سادہ مذہب ہے۔ اور اس کی ہر تعلیم قابل عمل ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کا قبول کر لینا لوگوں کے لئے دوبھر نہیں ہونا چاہئے۔ پھر بالخصوص اس ملک میں کہ جہاں ان لوگوں کی اپنی ملکی باتیں اور رسوم ایک حد تک اسلام سے ملتی جلتی ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ شراب نوشی ان لوگوں میں اس قدر ہے۔ کہ اس ایک چھوٹے سے ملک میں Jin کا جو سب شرابوں سے اپنے اثرات کے لحاظ سے نہایت بری شراب ہے۔ استعمال اس کثرت سے ہے۔ کہ دنیا بھر کے کسی بڑے سے بڑے ملک میں بھی نہیں۔ اس وجہ سے اسلام میں داخل ہونا ان لوگوں پر مشکل ہو رہا ہے۔ خدا کرے۔ کہ یہ بلا اس ملک سے دور ہو۔ اور لوگوں کے دل شفاف ہو کر اپنے خالق کا چہرہ دیکھ سکیں۔

احمدیہ سکول کی کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا سکول ترقی کر رہا ہے۔ گو مستند تعلیم یافتہ مدرسین کے حصول میں ہمیں دقتیں ہیں۔ مگر خدا کا فضل ایسا ہے۔ کہ اس سال کی رپورٹ جو معائنہ کے بعد انسپکٹر نے لکھی ہے۔ اس میں کوئی بھی نقص سکول کا نہیں نکالا آخیر پر خلاصۃً لکھا ہے:-

"The school is undoubtedly a good one and its tone and discipline are very satisfactory. The teachers are keen and energetic. The manager takes a very great interest in the school and works hard to secure the utmost efficiency."

یعنی یہ سکول بغیر کسی شک و شبہ کے ایک نہایت اعلیٰ سکول ہے۔ اور اس کا ضبط و طریق کار نہایت ہی تسلی بخش۔ تمام مدرسین نہایت چست اور ہوشیار ہیں۔ منیجر صاحب سکول کے متعلقہ امور میں بہت گرمجوشی سے کام لیتے ہیں۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے بہت محنت و مشقت سے کام کرتے ہیں۔

گورنر صاحب کا دورہ گولڈ کوسٹ کے موجودہ گورنر صاحب جولائی ۱۹۲۷ء میں اس ملک میں آئے تھے۔ میں جماعت کی طرف سے ان کو ایڈریس دینے کا ارادہ کرتا رہا۔ مگر بعض وجوہ سے اس میں تعویق ہو گئی۔ بالآخر گورنر صاحب اپریل ۱۹۲۸ء میں علالت کے باعث ولایت رخصت پر چلے گئے اور ۱۲۔ نومبر کو واپس آئے۔ ۱۱۔ دسمبر کو انہوں نے سالٹ پانڈ کا دورہ کیا۔ میں نے جماعت کے قیام کی غرض۔ اس کی تعلیم اور سیاسی خدمات پر مشتمل ایک ایڈریس پیش کیا۔ جسے انہوں نے نہایت شکریہ اور قدردانی کی نگاہ سے دیکھا۔ اور قبول کیا۔ پھر ہمارے سکول کا معائنہ بھی کیا۔ نصف گھنٹہ کے قریب سکول میں تشریف فرما رہے۔ بہت ہی خوش خوش واپس گئے۔ سکول کی رائے بک میں اپنے ہاتھ سے لکھا:-

"اس سکول کو دیکھ کر (جو اپنی ذات میں ایک نمونہ ہے) میں نہایت ہی خوش ہوا۔ اور مجھ پر اس کا بہت ہی گہرا اثر پڑا۔ مدرسین اور منیجر صاحب لائق مبارکباد ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ یہ سکول ہمیشہ ترقی کرتا رہے۔"

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ سکول کے ذریعہ گورنر صاحب کو ہمارے مشن کے متعلق بہت عمدہ رائے قائم کرنے کا موقعہ ملا۔ اور اس کا نتیجہ انشاء اللہ ہمارے حق میں بہت اچھا ہو گا۔

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم۔ از سالٹ پانڈ۔ افریقہ۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء

اخبار احمدیہ

مباحثہ راوی برج کا نتیجہ ایک خبر نہایت مسرت سے پڑھی جائیگی۔ کہ گذشتہ ماہ دسمبر میں جو زبردست مباحثہ جماعت احمدیہ راوی برج اور اہل سنت والجماعت کے درمیان حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کثیر مجمع کے سامنے چھ گھنٹہ تک ہوا تھا۔ جس میں اہل سنت والجماعت کی طرف سے جناب حافظ محمد شفیع صاحب مناظر تھے۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری تھے۔ اس مناظرہ کے بعد بانی مباحثہ جناب بابو نواب الدین صاحب سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے۔ آمین۔

خاکسار قاضی محمد عبداللہ نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری اہلیہ سونگڑہ ضلع کٹک میں بہت سخت علیل ہے۔ تمام احباب اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ دعائے صحت کریں۔

سید کریم بخش سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کلکتہ

۲۔ میری دختر سودہ خانم بعارضہ تپ دق [illegible] سال سے بیمار ہے۔ ناظرین کرام عزیزہ کی صحت کے واسطے درد دل سے دعا کر کے شکریہ کا موقعہ دیں۔ خاکسار محمد عالم اسسٹنٹ [illegible]

۳۔ جملہ احباب سے درخواست ہے۔ کہ میری اہلیہ کی صحت کے لئے جو عرصہ سے بیمار چلی آتی ہے۔ دعا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ خاکسار علی اکبر۔ اے۔ ڈی۔ آئی۔ ضلع گوجرات

۴۔ بندہ کی صحت سال بھر سے بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ احقر محمد ابراہیم گرڈ گانواں

۵۔ میری ہمشیرہ عزیزہ امیر بیگم ایک عرصہ سے بیمار چلی آتی ہے۔ نیز میرے لڑکے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار۔ محمد رحمت اللہ اسلام آباد کشمیر

۶۔ میرے والد صاحب بیمار ہیں۔ تمام جماعت سے درخواست دعا ہے۔ عبدالمجید احمدی از راوی برج

۷۔ مولوی نور محمد صاحب انسپکٹر پولیس جو پہلے پٹنہ (بہار) میں تھے۔ چند ماہ سے ان کا تبادلہ ایک ایسے جنگلی مقام میں ہو گیا ہے جہاں ایک وحشی قوم رہتی ہے۔ اور آب و ہوا از حد خراب ہے۔ وہاں جا کر آپ سخت بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ احباب ان کی صحت کلی اور اس مقام سے تبادلہ کیواسطے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبدالستار احمدی از کٹک

۸۔ میرا بھائی بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبدالحق احمدی۔ بھومہ وڈالہ

۹۔ میرا لڑکا اور لڑکی دونوں سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار الہ دین احمدی از ٹھکریاں

۱۰۔ بندہ امسال امتحان ورنیکلر فائنل میں شامل ہوگا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار بشارت احمد از گرالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

ہزایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب کیخدمت میں

جماعت احمدیہ کا ایڈریس

اور

ہزایکسیلنسی کی تقریر

مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۲۹ء کو جماعت احمدیہ کے نمائندگان صوبہ پنجاب نے ہزایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب بالقابہ کی خدمت میں لاہور میں حسب ذیل ایڈریس پیش کیا:۔

ایڈریس

یور ایکسیلنسی!

ہم نمائندگان جماعت احمدیہ پنجاب) تمام جماعت ہائے احمدیہ پنجاب اور اپنے واجب الاحترام امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح کی طرف سے یور ایکسیلنسی کے گورنر پنجاب کے اعلےٰ وارفع عہدہ پر تعینات ہونے پر صدق دل سے ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں:۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ

ہمیں یقین ہے۔ کہ یور ایکسیلنسی ہماری جماعت کی تاریخ سے ایک حد تک واقف ہیں۔ یہ جماعت نسبتاً ایک نئی جماعت ہے جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۹ء میں رکھی۔ اس جماعت کے مقدس بانی ایک پرانے اور معزز خاندان سے تھے۔ جس کی مختصر تاریخ سر لیپل گریفن کی تصنیف موسومہ "پنجاب چیفز" میں موجود ہے۔ یہ خاندان گورنمنٹ کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری میں ممتاز رہا ہے۔ اور غدر کے شہرت یافتہ جنرل نکلسن نے اپنے ایک خط میں جو "پنجاب چیفز" میں درج ہے یہ لکھکر کہ خاندان قادیان نے ضلع بھر کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ حکومت سے وفاداری دکھائی ہے۔ ایک حقیقت کو بے نقاب کیا تھا۔ لیکن یہ تمام شاندار ریکارڈ اس کام کے مقابلہ میں جو ہماری جماعت کے بانی اور آپ کے جانشینوں نے کیا ہے محض ایک بے حقیقت چیز ہے۔

خونی مہدی کا انتظار

جب حضرت مرزا غلام احمدؑ نے مسیح موعودؑ اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو تمام دنیا کے مسلمان ایک ایسے مہدی کی آمد کے منتظر تھے۔ جو آکر تمام غیر مسلموں سے جہاد کرے گا۔ اور کفار کو بزور شمشیر داخل اسلام کرے گا۔ اور وہ ہماری جماعت کے مقدس بانی کے دعوےٰ کو سُنکر جو اپنی مثال حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ایک حلیم الطبع اور امن پسند منّاد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بہت برافروختہ ہوئے۔ اس دعوےٰ کو سنکر ہر طبقہ کے مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا جو طوفان برپا ہوا۔ اس کی نظیر ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور گو اس وقت بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مخالفت کی یہ رو ہر چیز کو اپنے آگے بہا کرے جائے گی۔ لیکن آہستہ آہستہ فضا صاف ہوتی گئی۔ اور تمام مخالفتوں کے باوجود یہ جماعت جس کی بنیاد حضرت احمدؑ نے رکھی تھی۔ ترقی کرتی گئی۔ حتےٰ کہ آپ کی وفات پر آپ کی جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہونچ گئی۔ اور وہ لوگ بھی جو آپ کو مسیح موعود اور مہدی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ آپ کو ایک بہت بڑا مذہبی مصلح اور اسلام کا جرار سپاہی ماننے لگ گئے۔ تعلیم اسلام کے متعلق آپ کی عالمانہ اور زبردست تشریحات بھی اثر دکھلائے بغیر نہ رہیں۔ اور موجودہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد جو خونی مہدی کی آمد اور مذہبی معاملات میں جبر کے جواز جیسے نہایت غلط عقائد رکھتی تھی۔ آہستہ آہستہ اور بالکل غیر محسوس طریقہ سے آپ کے عقائد پر آگئی۔ اور اپنے سابقہ عقائد کو تعلیم اسلام کے منافی یقین کرنے لگی اس طرح جماعت احمدیہ کے مقدس بانی نے ایسی پبلک خدمت کی۔ جو تاریخ میں بے نظیر ہے

عالمگیر اخوت کی بنیاد

ہمارے مقدس بانی نے یہ بھی سکھایا۔ کہ جب بانیانِ مذاہب یا انبیاء جن کو مخلوق کا ایک معقول طبقہ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے مختلف ممالک اور لوگوں میں اصلاح کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ یہ خیال کرنا کہ خدا تعالےٰ نے جس نے تمام بنی نوع انسان کی جسمانی ضروریات کو یکساں طور پر مہیا کیا ہے۔ اور اس میں کسی خاص ملک یا قوم کا کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ اس نے صرف ایک محدود طبقہ کی روحانی ضروریات کے سامان پیدا کئے۔ اور باقی مخلوق کو بالکل فراموش کر دیا۔ خدا تعالےٰ کی عالمگیر خیر خواہی اور خیر اندیشی کے منافی ہے۔ حضرت موسیٰؑ۔ عیسےٰؑ۔ کرشن۔ بدھ۔ زرتشت اور کنفیوشس علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام کے تمام حضرت احمدؑ کے نزدیک ایسے ہی سچے رسول تھے۔ جیسے ابو الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس طرح حضرت احمدؑ نے تمام مخلوق میں ایک عالمگیر اخوت کی بنیاد رکھی۔ اور اس نفرت اور عداوت کو دور کر دیا۔ جو مذہبی پیشواؤں کے انکار کا نتیجہ تھی۔

پبلک خدمات

ہمیں افسوس ہے۔ وقت اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ ان تمام پبلک خدمات کا ذکر کریں۔ جو ہماری جماعت کے مقدس بانی نے سرانجام دیں۔ صرف یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ آپ کی زندگی صحیح معنوں میں پبلک خدمات کے لئے وقف تھی۔ اور آپ کے جانشین اور متبعین وفاداری کے ساتھ اسی راہ پر گامزن ہیں۔

جماعت احمدیہ ہمیشہ قانون کی پابند رہی ہے۔ اور وفاداری سے حکومت کے ساتھ تعاون کرتی رہی ہے۔ جنگ عظیم کے نازک ایام اور اس کے بعد جو تکلیف دہ زمانہ آیا۔ اس میں جماعت احمدیہ قیام امن کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ ہمارے موجودہ امامؑ نے تمام ملک کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً تمام سیاسی اور بین الاقوامی امور میں صحیح راہنمائی کی ہے۔ اور حال ہی میں آپ نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر جو تبصرہ کیا ہے۔ وہ مسلمانوں میں بہت مقبول ہوا ہے۔

تعلیمی ترقی

ہم اس وقت ان تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر نہیں کرینگے۔ جو ہماری جماعت سرانجام دے رہی ہے۔ لیکن تعلیم و تربیت اور عوام الناس کے ارتقاء کے متعلق اپنی سرگرمیوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ چونکہ ہماری جماعت کوئی مالدار جماعت نہیں۔ اس لئے ہم بہت زیادہ تعلیمی انسٹی ٹیوشنز تو قائم نہیں کر سکے تاہم بہت سے ان سکولوں کے علاوہ جو تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہماری جماعت مرکز میں مختلف سکول اور ایک انڈسٹریل کالج چلا رہی ہے۔ اور قادیان کی احمدی آبادی میں جہاں پہلے ہی نوے فیصدی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ پرائمری تعلیم کو ضروری قرار دے چکی ہے۔ ایک باقاعدہ مردم شماری سے جو گذشتہ سال کے شروع میں کی گئی۔ ایک دلچسپ حقیقت معلوم ہوئی۔ کہ ہندوستان کی جماعت احمدیہ میں تعلیم یافتہ اصحاب کا تناسب چالیس فیصدی سے زیادہ ہے۔ اور یہ تناسب ملک کی بہت سی بڑی بڑی جماعتوں سے بھی بلند ہے۔ قادیان میں احمدی مستورات

کی تعلیم بھی مردوں کی تعلیم کے ساتھ برابر ترقی پذیر ہے - اور تعلیم یافتہ عورتوں کا تناسب مردوں سے کسی طرح کم نہیں - ہماری جماعت نے علاوہ ان علم اصلاحی سرگرمیوں کے جو محمود آباد ضلع ملتان کی جرائم پیشہ آبادی میں جاری ہیں - ایک خاص سکول اچھوت اقوام کے بچوں کے لئے جاری کر رکھا ہے ۔

احمدیہ پریس

احمدیہ پریس بھی یقیناً اس قابل ہے - کہ اس ضمن میں اس کا بھی ذکر کر دیا جائے - کیونکہ علاوہ متعدد احمدی جرنلوں کے جو دنیا کے مختلف حصص سے شایع ہوتے ہیں - تقریباً ایک درجن اخبارات اور جرنل صرف قادیان کے چھوٹے سے قصبہ سے شایع ہوتے ہیں اور اس طرح اگر ہم غلطی نہیں کرتے - تو ہمارا مرکز اشاعت اخبارات کے لحاظ سے صوبہ بھر میں تیسرے درجہ پر ہے ۔

اب ہم یور ایکسی لنسی کی اجازت سے چند ایک ایسی باتوں کے متعلق مختصر طور پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں - جو ہماری جماعت کے ساتھ ہی ملک معظم کی دوسری رعایا کی بہبودی کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں ۔

سیاسی حقوق

ابتداءً ہم یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں - کہ ہمارے سیاسی حقوق صوبہ کی مسلم اکثریت سے جدا نہیں - یہ بات غالباً فضول سمجھی جائیگی کہ ہم ایسے وقت میں جبکہ رائل کمیشن ملک کے سیاسی معاملات کے متعلق تفتیش کر رہا ہے - گورنمنٹ کے سامنے اپنے سیاسی مطالبات پیش کریں - ہم اس بات سے بھی آگاہ ہیں - کہ جو باتیں ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں - ان میں سے بعض مرکزی حکومت سے تعلق رکھتی ہیں - اور یور ایکسی لنسی کی حکومت کو ان سے کوئی سروکار نہیں - لیکن چونکہ مرکزی حکومت بسا اوقات اہم سیاسی معاملات میں صوبجاتی حکومتوں سے مشاورت کرتی ہے - اس لئے ہم ان باتوں کو یور ایکسی لنسی کے سامنے پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں - تاکہ اگر ضرورت پڑے - تو یور ایکسی لنسی اپنی وفادار رعایا کی معقول تعداد کے خیالات کی ترجمانی کر سکیں ۔

ہمارے مطالبات

مختصراً ہمارے مطالبات یہ ہیں - کہ ہندوستان میں فیڈرل طرز کی حکومت ہو - جس میں صوبجات کو کامل خود اختیاری حاصل ہو - جیسا کہ قریباً قریباً یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ میں ہے - اور ہر صوبہ کو آزادی ہو - کہ اپنی حالت کے موافق ترقی کے لئے جو راہ چاہے - اختیار کر سکے ۔

دوسرے جداگانہ انتخاب کو اس وقت تک قائم رکھنا ہے جب تک کہ سیاسی میدان سے فرقہ وارانہ جذبات معدوم ہو جائیں ۔

تیسرے یہ کہ ازروئے تناسب مختلف اقوام کے لئے تناسب آبادی کے لحاظ سے صوبجاتی لیجسلیچر میں نشستیں مخصوص کر دی جائیں - قلیل التعداد اقوام کو بے شک کچھ زائد مراعات دی جائیں - لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے - کہ ایسا کرنے سے کوئی اکثریت اقلیت میں تبدیل نہ ہو جائے ۔

چہارم یہ کہ سندھ کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے - اور اسے بھی وہی حقوق حاصل ہوں - جو دوسرے صوبجات کو ہیں ۔

پنجم یہ کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اصلاحات نافذ کر دیجائیں ۔

ششم - تمام مذاہب کے لئے کامل آزادی کا اصول تسلیم کیا جائے - اور یہ بات سابقہ تمام باتوں کے ساتھ ملک کے کانسٹی ٹیوشن میں داخل بھی سمجھی جائے ۔

یہ ہمارے مطالبات ہیں - اور یور ایکسی لنسی اس امر سے آگاہ ہیں - کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت کے بھی یہی مطالبات ہیں چونکہ انھیں تسلیم کرنے میں کسی دوسری قوم سے ناانصافی نہیں ہوتی ہم یور ایکسی لنسی سے مدد اور ہمدردی کی امید کرتے ہیں ۔

افغانستان کے موجودہ تغیرات

افغانستان کے موجودہ تغیرات کے متعلق بھی ہم کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں - یور ایکسی لنسی اس گہری دلچسپی اور حقیقی مسرت کے جذبات سے جس کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں نے سابق شاہ امان اللہ خاں کے ماتحت افغانستان کی ترقی کو دیکھا - بخوبی واقف ہیں - اور اس لئے موجودہ تغیرات ان کے لئے بہت صدمہ کا باعث ہوئے ہیں - ہم جانتے ہیں - کہ ان متعصبانہ خیالات میں جو بعض حلقوں میں پائے جاتے ہیں - کہ افغانستان کی بغاوت میں برٹش گورنمنٹ کا ہاتھ ہے - کوئی اصلیت نہیں لیکن ہم نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں - کہ یور ایکسی لنسی مناسب موقعہ پر سنٹرل گورنمنٹ پر زور دیں - کہ نہ صرف یہ کہ افغانستان کے متعلق عدم مداخلت کی پالیسی کو برقرار رکھا جائے - بلکہ جہاں تک ہو سکے - اسے کامل آزادی اور خود مختاری حاصل کرنے میں مدد دی جائے ۔

ریلوے لائن کا شکریہ

ہم نے یور ایکسی لنسی کا بہت سا قیمتی وقت لے لیا ہے - لیکن ایڈریس ختم کرنے سے قبل ہم حکومت کی اس مہربانی کے لئے جو اس نے بٹالہ بیاس لائن کے بٹالہ قادیان سیکشن کو تمام لائن کے مکمل ہونے سے قبل جاری کر کے ہمارے مرکز کو نارتھ ویسٹرن ریلوے سے ملا کر کی ہے - اس کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - اور اب چونکہ قادیان میں آمد و رفت کی سہولت پیدا ہو گئی ہے - ہم اپنی جماعت کی طرف سے یور ایکسی لنسی سے درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے مرکز میں تشریف لا کر ہماری عزت افزائی کریں ۔

مبارکباد

اخیر میں ہم پھر ایک بار یور ایکسی لنسی کے گورنر ہونے پر مبارکباد عرض کرتے ہیں - اور ایسا کرتے ہوئے یور ایکسی لنسی کو یقین دلانا چاہتے ہیں - کہ اپنے مقدس بانی کی تعلیم کے مطابق اور موجودہ راہنما کی سرکردگی میں ہم خدا تعالےٰ کی توفیق سے ہمیشہ قانون اور ضابطہ کا ساتھ دینگے جیسا کہ ہم نے ماضی میں دیا ہے - اور ہر جائز اور ممکن طریقہ سے گورنمنٹ کی طرف دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھانے میں کبھی دریغ نہیں کرینگے ۔

دعاء

اخیر میں ہم خدائے پاک سے دعاء کرتے ہیں - کہ وہ یور ایکسیلنسی کو اپنی بھاری ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - عدل اور انصاف کی راہ پر چلنے کی طاقت دے - اور یور ایکسیلنسی کے ذریعہ صوبہ میں امن قائم کرے ۔

جواب

اس ایڈریس کے جواب میں ہز ایکسی لنسی گورنر بہادر نے حسب ذیل تقریر فرمائی :-

میں جماعت احمدیہ کے ارکان کا نہائت شکر گذار ہوں - کہ انہوں نے مجھے یہ خطبۂ خیر مقدم پیش کیا - اس میں انہوں نے میرے لئے جن نیک تمناؤں اور مخلصانہ جذبات کا اظہار فرمایا ہے میں انہیں نہائت قدردانی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ۔

جماعت احمدیہ کی روز افزوں اہمیت

میں نے جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کی ترقی مابعد کے حالات کا بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے - جن بڑے اصولوں پر وہ عمل پیرا ہیں - میں بہت حد تک انہیں سمجھنے میں کامیاب ہوا ہوں - اگرچہ قدرتاً میں دینیات کے نقطہ نظر سے ان کی حیثیت کا اندازہ لگانے یا اس پر تبصرہ کرنے کا اہل نہیں تاہم من حیث الجماعت میں اس کی روز افزوں اہمیت کو پہچاننے یا جو حیثیت ان کی پنجاب میں ہے - اس کا اندازہ کرنے یا جو دلچسپی دوسرے ممالک اس تحریک میں ظاہر کر رہے ہیں - اس کو جاننے سے قاصر نہیں ہوں - جیسا کہ آپ نے خود کہا ہے - جماعت احمدیہ کو اس کے بانی کے خاندان کی معرفت پنجاب میں انگریزوں کے ساتھ دیرینہ اور عزتمندانہ تعلقات ورثہ میں ملے ہیں ۔

باہمی اخلاص والتفات

ملک میں قائم شدہ حکومت کو اور امن و انتظام کو برقرار رکھنے میں اس جماعت نے جو غیر متزلزلانہ امداد دی - اور جس روش سے یہ جماعت جنگ عظیم کے مشکل مرحلہ میں ثابت قدم رہی - اس سے اس تعلق نے اس رشتہ کی صورت اختیار کر لی ہے - جس کا نام باہمی اخلاص والتفات کا رشتہ ہے - اور جو دنیا کی تمام بناؤں میں محکم ترین بنا ہے ۔

دانشمندانہ راہنمائی

اگر ایک فرقہ وار تحریک اپنے مفاد اور اپنی سرگرمیوں کو مذاہب اور مذہبی اصول کے معاملات تک محدود رکھے - تو خواہ اس کے اپنے خیال کے مطابق اس کی مصروفیتیں کتنی ہی ارفع اور اعلےٰ کیوں نہ ہوں - اس کے دائرہ کار سے کئی ایسی باتیں باہر رہ جائیں گی - جو اس کے مقلدین کی زندگی کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں - خوش قسمتی سے ایسے معاملات میں آپ کی جماعت کی دانشمندانہ راہنمائی کی گئی ہے - اور اس جماعت نے اپنے مطمح نظر کو ایک تنگ افق تک محدود نہیں ہونے دیا ۔

تعلیمی اعتبار سے نمایاں ترقی

آپ نے بہت جلد اس ضرورت کو محسوس کر لیا۔ کہ جماعت کی ترقی کے لئے دنیوی اور مذہبی تعلیم دونوں بدرجہ انتہا اہمیت رکھتی ہیں۔ آپ نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ آپ کی جماعت کی اخلاقی مجلسی اور مادی ترقی کا انحصار اس امر پر ہے۔ کہ اس کے افراد تعلیم سے بہرہ ور ہوں۔ آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہے۔ کہ زندگی زیادہ کامل زیادہ خوشحال اور زیادہ مفید بنانے کی غرض سے تعلیمی نصاب کے لئے مشترکہ مساعی اور مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ایک ایسی جماعت نے جو مقابلۃً قلیل ہے۔ اور جس کے مالی ذرائع محدود ہیں۔ تعلیمی اعتبار سے نمایاں ترقی کی ہے۔ یہ امر بذات خود تمام ملت اسلامیہ کے لئے من حیث الجماعت ایک استعجاب انگیز مثال ہے۔ جن اصحاب نے اس عظیم تحریک کی رہنمائی کی۔ اور جنہوں نے اس کی تائید اور معاونت کی ہے میرے پاس ان کی تحسین کے لئے کافی کلمات نہیں۔

پبلک زندگی کے مسائل میں راہ نمائی

اسی طرح پبلک زندگی میں بھی آپ نے تمام اہم مسائل میں اپنی جماعت کی رہنمائی کرنا مناسب خیال کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ طرز عمل صحیح تھا۔ در مناسب بعض پہلوؤں میں مذہب اور سیاسیات کا تعلق باہمی ایک دقت آفرین اور متنازعہ مسئلہ ہے۔ جہاں ایک خود غرض سیاسی جماعت کا خود غرضانہ مقصد یہ ہو۔ کہ وہ مذہبی جذبہ اور احساس کو برانگیختہ کرنے سے ایک خالص سیاسی مقصد کی تکمیل کے لئے دوسروں کی تائید اور امداد حاصل کرے۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ اس مذہبی جذبہ و احساس کا ناجائز فایدہ اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جہاں ایک جماعت مشترکہ مذہبی مجلسی اور تعلیمی مقاصد سے باہم مربوط و متحد ہو۔ تو یہ قدرتی امر ہے۔ کہ وہ لوگ جن کی رائے ایسے معاملات میں خاص وزن رکھتی ہے۔ ترقی کی ان راہوں کو مدنظر رکھیں۔ جو ان کے خیال میں ان کی جماعت کو بہبود و فلاح کی طرف لے جائیں گی۔ اور اسے مشورہ دیں۔

زیر تحقیقات مسائل

آپ کی جماعت کے سربرآوردہ اصحاب نے اسی مفہوم میں دانشمندی سے تسلیم کیا ہے۔ کہ وہ مسائل جن کے متعلق شاہی کمیشن تحقیقات کر رہی ہے۔ آپ کے لئے اور عام ملک کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اور ان کے متعلق ان اصحاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ آپ یہ توقع نہیں کریں گے۔ کہ میں زیر تحقیقات مسائل پر اپنی ذاتی رائے یا اپنی حکومت کی رائے کا اظہار کروں مجھے صرف اس یقین کا اظہار کر دینے کی ضرورت ہے۔ کہ آپ کی جماعت کے خیالات پر احتیاط و توجہ کے ساتھ غور کیا جائے گا۔ اور جنہوں نے ان خیالات کو منضبط کیا ہے۔ ان کی واضح صداقت مقصد بھی اسی سلوک کی مستحق ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آخری نتائج کیا ہونگے۔ جو خیالات شاہی کمیشن کے سامنے پیش کئے جا چکے ہیں۔ اور جن پر روزانہ غور ہو رہا ہے۔ وہ اپنی نوعیت میں بہت مختلف اور کہیں کہیں بظاہر متناقض بھی ہیں۔ اس مختلف النوع مسالہ کے انبار میں ایسے مشترکہ اصول کی تلاش کرنا ہوگی۔ جو رواداری اور نیک نیتی سے مل کر اس ملک کے باشندوں کے لئے بیش از پیش ترقی و بہبود کا موجب ثابت ہو۔ جیسا کہ ہمیں امید ہے۔ اگر اس تلاش میں ہمیں کامیابی ہوگئی۔ تو میں جانتا ہوں۔ کہ جو آئینی تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں گی۔ انہیں آپ کی جماعت جو امن و ترقی کے صحیح نصب العین اپنے سامنے رکھتی ہے۔ سب سے پہلے ان کی تائید اور امداد کرے گی۔

افغانستان کا ذکر

آپ نے اپنے ایڈریس میں افغانستان کا ذکر کیا ہے۔ آپ کا ایڈریس لکھے جانے کے بعد آپ نے بے شبہ اس موضوع پر ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے بہادر بالقابہ کے وہ خیالات ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ جن کا اظہار انہوں نے اس ماہ کی ۸ر تاریخ کو لیجسلیٹو اسمبلی کو مخاطب کرتے ہوئے کیا۔ جن اصحاب نے ان کے اصل الفاظ نہیں پڑھے۔ میں ان کی خاطر سے انہیں دہرا دیتا ہوں۔

ہز ایکسیلنسی جناب وائسرائے نے فرمایا:-

"افغانستان کے خلفشار سے خارجی معاملات کی اہمیت ہر پہلو سے دب گئی ہے۔ گذشتہ چند ماہ سے جو ڈرامہ افغانستان میں کھیلا جا رہا ہے۔ میں اس کے بارہ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہوں گا۔ کہ گورنمنٹ کی پالیسی بہ درجہ انتہا غیر جنبہ دارانہ ہے۔ اور رہی ہے۔ اور ہمیں مخلصانہ امید ہے۔ کہ اس ملک کے طول عرض میں امن و انتظام کا بہت جلد دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ اور ہندوستان کے شمال مغرب میں اس کا ہمسایہ ایک دفعہ پھر ایک با امن مضبوط اور متحدہ ملک بن جائے"

آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ جن جذبات کا اظہار آپ نے کیا ہے ہز ایکسیلنسی حضور ممدوح کا اعلان بھی ان کے عین مطابق ہے۔ آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کہ جب تک افغانستان میں ایک باقاعدہ و منظم حکومت رہی برطانوی گورنمنٹ کی تائید بدرجہ غایت اس کے شامل حال رہی۔ اور برطانوی گورنمنٹ نے ایک دوست اور خود مختار ہمسایہ ملک میں کسی قسم کی مداخلت گوارا نہ کی۔ جس کی اقبال مندانہ اور پرامن ترقی اس کے لئے گہری دلچسپی و اطمینان کا موجب تھی۔ آپ کی طرح برطانوی حکومت بھی اشتیاق سے اس امر کی منتظر ہے۔ کہ وہاں بہت جلد ایسے حالات از سر نو رونما ہو جائیں۔ جن سے اس کی خوشحالی کی عمارت دوبارہ استوار ہو سکے۔ میں آپ کے ایڈریس کے لئے آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کو بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ کہ مجھے آپ کی جماعت کی ترقی میں دلچسپی ہے ٭

موجودہ اور چالیس سال قبل کا آریہ سماج

آریہ گزٹ (۲ر فروری) لکھتا ہے:-

"ہندوستان میں کوئی ہی ایسا صحیح الدماغ انسان ہوگا جس کو اس بات سے انکار ہو۔ کہ آج سے چالیس سال پہلے کے سناتن دھرم اور آج کل کے سناتن دھرم میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا مشرق اور مغرب میں۔ جو باتیں اس پرانے سناتن دھرم میں ممنوع اور مکروہ سمجھی جاتی تھیں۔ آج وہی باتیں اس سناتن دھرم میں جائز اور پوتر مانی جاتی ہیں۔ .... یہ انقلاب آریہ سماج کا کرشمہ ہے"

ہمارا خیال ہے۔ مذکورہ بالا تحریر میں اگر "سناتن دھرم" کی بجائے "آریہ سماج" کو رکھ دیا جائے۔ تو یہ تحریر ایک زبردست اور ناقابل تردید حقیقت کی حیثیت حاصل کر سکتی ہے۔

مدیر آریہ گزٹ کو سناتن دھرم میں تغیر و تبدل کا مطالعہ کرنے کی بجائے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ کیا موجودہ آریہ سماج وہی ہے۔ جس کی بنیاد آج سے نصف صدی قبل سوامی دیانند صاحب نے رکھی تھی۔

اگر وہ غور کرے۔ تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ دونوں میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا مشرق و مغرب میں۔ آریہ گزٹ کے اسی پرچہ بلکہ اسی صفحہ پر حسب ذیل الفاظ شایع ہوئے ہیں:-

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اور ہندو جاتی کے خوشگوار مستقبل کی شاہد ہے۔ کہ ودھوا وواہ کی تحریک ہندوستان کے طول و عرض میں بہت بڑی سرعت اور اطمینان سے پھیلتی جاتی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جب اس نامراد بیماری سے ہندو جاتی قطعاً آزاد ہو جائیگی جو بیماری آئے دن اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی ہے"

ہم انصاف کے نام ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ سے پوچھتے ہیں وہ آپ ان الفاظ کو ایک طرف اور آریہ سماج کے بانی کی حسب ذیل تعلیم کو کہ:-

"برہمن۔ کھشتری اور ویش ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویریہ مرد کا پنر وواہ نہ ہونا چاہیئے" (ستیارتھ پرکاش باب ۴ ص ۳۱)

دوسری طرف رکھ کر بتائیں۔ کیا موجودہ اور آج سے چالیس سال قبل کے آریہ سماج میں بعد المشرقین ہے یا نہیں۔ اور کیا دنیا کا کوئی صحیح الدماغ انسان اس بات سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ یہ "انقلاب" "اسلام کا کرشمہ ہے"۔ کیونکہ آریہ سماجی اپنے مذہب میں جو تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہیں ٭

سیلاب زدہ علاقوں کی امداد

ستمبر ۱۹۲۹ء میں پنجاب کے اکثر اضلاع میں جو ہولناک اور تباہی خیز طغیانیاں آئیں۔ اور مفلوک الحال زمینداروں کو ان کے باعث جن پریشانیوں کا شکار ہونا پڑا۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے حکومت پنجاب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ان ستم رسیدہ لوگوں کی مدد کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے۔ محکمہ اطلاعات پنجاب کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت نے ایسے لوگوں کی امداد کے لئے چودہ لاکھ ترسٹھ ہزار روپیہ کی رقم کمشنر صاحبان کو زمینداروں میں بطور تقاوی تقسیم کرنے کے لئے سپرد کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ پینتیس ہزار نو سو ساٹھ روپیہ کی رقم پراونشل فیمن فنڈ اور ایک لاکھ روپیہ انڈین پیپلز فیمن ٹرسٹ سے لیکر امدادی کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ عطیات کی صورت میں جو پچاس ہزار روپیہ وصول ہوا۔ وہ مصیبت زدگان میں مفت تقسیم کیا۔ علاوہ ازیں امدادی انجمنوں نے بھی پچاس ہزار روپیہ کے قریب مستحقین میں تقسیم کیا۔ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے یہ تمام کوششیں قابل شکریہ ہیں لیکن گورنمنٹ کی طرف سے جو بڑی رقم یعنی چودہ لاکھ ترسٹھ ہزار روپیہ تقسیم کیا گیا ہے وہ قرض کی

اشارات

جیسا کہ مسلمانان ہند کی راہ نمائی کا دعویٰ کرنے والوں کی عادت ہے۔ کہ وہ کسی اہم سے اہم مسئلہ پر غور و فکر کرنے اور تدبر و دانش سے کام لینے کی بجائے یک لخت بھڑک اُٹھتے اور بغیر سوچے سمجھے جو کچھ اُن کے مُنہ میں آتا ہے۔ کہتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح افغانستان کی موجودہ تباہی و بربادی کے موقعہ پر انہوں نے کیا ۔

جب افغانستان میں شورش نمایاں ہوئی۔ تو کچھ لوگ" خلافت کمیٹی" کی نہ صرف بوسیدہ بلکہ پارہ پارہ قبا پہن کر حکومت کابل کی حمایت کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن چند تقریریں کر لینے کے سوا جنھیں" زمیندار" نے" خیبر شکن" قرار دیا تھا۔ اور کچھ نہ کر سکے ۔

اگر افغانستان خوش قسمتی سے اس افتاد سے بچ جاتا۔ جو بچہ سقہ کے ذریعہ اسے پیش آئی ہے۔ تو پنجابی خلافتی لیڈر بڑے زور شور سے دعوے کرتے۔ کہ یہ ان کے گھر بیٹھے تقریریں کرنے کا نتیجہ ہے۔ اور وہ سمجھ لیتے۔ کہ ان کی یہ گولی خوب نشانہ پر لگی ہے کہ

"جب کوئی اسلامی سلطنت خطرہ میں ہو۔ تو اس وقت کرۂ ارض کے ہر ایک مسلمان پر خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ جہاد کے لئے نکل آئے۔ اس وقت حکم ہے۔ کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت حاصل کئے بغیر میدان جہاد میں جا پہنچے"

لیکن خدا تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وہ ایک بار پھر دکھانا چاہتا تھا۔ کہ جو لوگ پہلے بیسیوں مواقعہ پر نہ صرف کسی" اسلامی سلطنت" کو" خطرہ میں" پاکر اسے بچانے کے لئے کبھی" میدان جہاد میں" نہیں جا پہنچے۔ بلکہ اس اسلامی حکومت کو جس کے حکمران کو وہ "امیر المومنین خلیفۃ المسلمین" قرار دیتے تھے۔ تباہ و برباد کرنے میں انھوں نے کافی حصہ لیا۔ وہ اب بھی کچھ نہیں کریں گے کیونکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ دوسروں کو سنانے کے لئے کہتے ہیں۔ اور جس وقت کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اسی وقت جانتے ہیں۔ کرنے کے لئے نہیں کہہ رہے ۔

چنانچہ مصلحت الٰہی کے ماتحت بہت جلد وہ وقت آ گیا۔ جب کابل کی اسلامی سلطنت نہ صرف خطرہ میں پڑ گئی۔ بلکہ اس کا تختہ ہی الٹ گیا۔ سرزمین کابل میں نہایت عبرتناک انقلاب برپا ہو گیا۔ حکمران خاندان مصائب و آلام میں مُبتلا ہو گیا۔ باغی شاہی محلات پر قابض ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہ گئیں۔ سینکڑوں ہزاروں لوگ خانمان برباد ہو گئے۔ مگر" اسلامی سلطنت کے خطرہ میں" ہونے کے وقت ہر مسلمان مرد و زن کے میدان جہاد میں نکل آنے کو فرض قرار دینے والوں نے نہ یہ فرض ادا کرنا تھا۔ نہ کیا۔ اور اس طرح ثابت کر دیا۔ کہ خود تسلیم کردہ" فرض" بھی ان کے نزدیک کیا قدر و وقعت رکھتا ہے۔

ایسی حالت میں جبکہ" مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی" کے مندرجہ بالا فتوے کے ماتحت" ہر ایک مسلمان" کا فرض تھا۔ کہ حکومت کابل کو خطرہ سے بچانے کے لئے میدان جہاد میں جا پہنچتا۔ صرف اس بات پر اکتفا کر لیا گیا۔ کہ" دو بجے بعد دوپہر مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ باغ بیرون دہلی دروازہ میں زیر صدارت خواجہ عبدالرحمان غازی منعقد" کر لیا گیا۔ جس میں انہی" مولانا حبیب الرحمان" نے ایک طرف تو مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ فرمایا۔ کہ" امان اللہ خان کی عیاشی تمہاری نماز سے افضل ہے" (انقلاب ۲۲ر جنوری)

اور دوسری طرف یہ حکم دیا کہ :-

"مسلمانو! جو کچھ امان اللہ خان کی امداد کے لئے کر سکتے ہو کر گذرو"

اول تو جب مولانا پہلے ہی صاف الفاظ میں فتوے دے چکے تھے تو پھر" جو کچھ کر سکتے ہو۔ کر گذرو" کہنے کا کوئی موقعہ ہی نہیں تھا۔ کھلے بندوں کہنا چاہیئے تھا۔ کہ" میدان جہاد" میں جا پہنچو۔ پھر دوسروں سے کہنا" جو کچھ کر سکتے ہو۔ کر گذرو" لیکن خود کچھ نہ کرنا کہاں کی جوانمردی ہے۔ کیا مولانا! "امان اللہ خان کی عیاشی" کو" اپنی نماز سے افضل" نہیں سمجھتے۔ اور نماز سے افضل عیاشی کی حمایت دوسروں کے لئے ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو پہلے انہیں خود" کچھ" کر کے دکھانا چاہیئے تھا ۔

لیکن جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ تو خلافتی لیڈر نہایت صفائی کے ساتھ پہلو بدل لیتے ہیں۔ چنانچہ اسی جلسہ میں جہاں مسلمانوں سے" جو کچھ کر سکتے ہو۔ کر گذرو" کا مطالبہ کیا گیا" ایک فدائے ملک و ملت" لیڈر نے فرمایا :-

"ہماری ہمدردی کی غازی کو ضرورت نہیں۔ نہ ہم اس کی مصیبتوں کو حل کر سکتے ہیں۔ غلاموں کی تنبیہ کیا اور ہمدردی کیا"

(انقلاب ۲۲ر جنوری)

چلو چھٹی ہوئی۔ جب" کچھ" کرنے کی نوبت آئی۔ تو غازی کو ان لوگوں کی ہمدردی تک کی بھی ضرورت نہ رہی۔ اور اگر ضرورت ہو بھی تو پھر ان کا یہ جواب موجود ہے۔ کہ" ہم اس کی مصیبتوں کو حل نہیں کر سکتے"

اگر خلافتی لیڈر اتنے ہی پانی میں تھے۔ تو پہلے ہی انھوں نے" اسلامی سلطنت کے خطرہ میں" ہونے کے موقعہ پر اپنے لئے" میدان جہاد میں نکلنا" کیوں فرض قرار دیا تھا۔ کیا انہیں اس وقت اپنی حالت کا صحیح علم نہ تھا۔ تھا اور ضرور تھا۔ مگر عادت سے مجبور تھے ۔

اسی جلسہ میں ایک" لیڈر" نے یہ بھی کہا :-

"آج اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں لفظی ہمدردی نہ کرتا۔ بلکہ یہاں سے ہندو مسلمان سکھوں کی فوج لے جاتا۔ اور کابل آزاد کرا کے امان اللہ خان کو تخت پر بٹھا دیتا"

گویا کمانڈر انچیف کے اختیارات ہوتے۔ جب امان اللہ خان کی امداد کی جاتی۔ اور ایک لشکر جرار کے ذریعہ کابل کو آزاد کرا کر امان اللہ خان کو دوبارہ تخت پر بٹھایا جاتا۔

یہ تو معلوم نہیں۔ امان اللہ خان اس طرح تخت پر بیٹھنا پسند کرتے یا ایسی تخت نشینی کو ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت،

کا مصداق سمجھ کر رد کر دیتے۔ لیکن فوج بھرتی کر کے لے جانے کا اختیار نہ ہونے کی معذوری ظاہر کرنے والے کو" مولانا حبیب الرحمان" سے دریافت کر لینا چاہیئے تھا کہ یہ عذر جائز بھی ہے یا نہیں۔ یقیناً وہ اسے قابل پذیرائی نہ سمجھتے۔ کیونکہ وہ اسلامی سلطنت کے خطرہ میں ہونے کے وقت ایک "غلام" کے لئے بھی جہاد میں جانا اسی طرح فرض قرار دے چکے ہیں۔ جس طرح آزاد کے لئے ۔

غلام سے بڑھ کر معذور اور مجبور کون ہو سکتا ہے لیکن جبکہ اس کے لئے بھی جہاد میں شریک ہونا فرض رکھا گیا ہے۔ تو ایک لیڈر کہلانے والے اور مسلمانوں کا راہ نما بننے والے کو میدان جہاد میں نہ نکلنے پر کیوں کر معذور قرار دیا جا سکتا ہے ۔

مولوی ظفر علی آج کل جس طرح موقعہ بے موقعہ ہندوؤں کی حمد و ستائش کرنے اور ان کی شان میں تعریف و توصیف کے قصیدے پڑھنے میں مصروف ہیں۔ اس سے مسلمان انہیں مشتبہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور بعض حلقوں میں تو علی الاعلان ہندوؤں سے روپیہ وصول کرنے کے الزام لگائے جا رہے ہیں۔ لیکن اب تو معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب" حق نمک" ادا کرنے میں حد سے زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے انھوں نے کہا "میں تو ہندو کی گالی کو انگریز کے ہزار قصیدوں سے بہتر سمجھتا ہوں"

(انقلاب ۲۲ر جنوری)

مولوی صاحب کو یہ تو حق حاصل ہے کہ اپنی ذات کو ہندوؤں کی رضا جوئی پر اس درجہ نثار کر دیں کہ ہندوؤں کی ایک ایک گالی انہیں ہزار قصیدوں سے بڑھ کر لطف دے۔ مگر مسلمانوں سے قطعاً یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ اس قدر بے غیرتی اور بے عزتی کا ثبوت دینگے۔ کہ ہندوؤں کی گالیاں برداشت کر لینگے۔ جہاں کسی کو گالیاں دینا شریفوں کا کام نہیں۔ وہاں کسی کی گالیوں کو قصیدوں سے بڑھ کر بتانا بھی کسی باغیرت اور باحمیت انسان کا وصف نہیں ۔

خطبہ جمعہ

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

سخت کلامی نہ کرنیکے متعلق مبایعین اور غیر مبایعین کا معاہدہ

معاہدہ کی خلاف ورزی کرنیوالے کے متعلق فیصلہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

(فرمودہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۹ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

میں نے اگست ۱۹۲۸ء میں جو خطبہ جمعہ پڑھا تھا۔ اور جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں اس اختلاف کے متعلق جو ہم میں اور غیر مبایعین کے گروہ میں پایا جاتا ہے۔ ایک طریق فیصلہ بتایا تھا۔ میں نے بیان کیا تھا۔ کہ یہ جو اختلاف ہے۔ کہ آپس کے

سمجھوتہ اور عہد و پیمان

کو کس فریق نے توڑا ہے۔ کون اس کی خلاف ورزی کرتا رہا ہے اور کون قطعی طور پر یا دوسرے کی نسبت زیادہ اس کا خیال رکھتا رہا ہے۔ اس کے

فیصلہ کا ایک طریق

یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہی تین آدمی جنھوں نے اختلاف کے موقعہ پر اتحاد و اتفاق کی تحریک کی تھی۔ ان کے ہی سپرد اس معاملہ کو کر دیا جائے۔ اور وہ اس طرح کہ ان میں سے ایک صاحب چونکہ اب میری بیعت کر چکے ہیں۔ اس لئے ایک اور ہماری طرف سے شامل کر کے دو شخص ہمارے اور دو ان کی طرف سے ہو جائیں۔ اس کے لئے جو چار آدمی میں نے تجویز کئے تھے۔ وہ مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری اور سید عبد الجبار صاحب سابق بادشاہ صوات جنھوں نے آپس کے اختلاف کو ایک حد تک مٹانے کی بہت کوشش کی۔ ان کی طرف سے اور خان دلاور خان صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب ہماری طرف سے تھے۔ جس وقت

معاہدہ کی تحریک

ہوئی۔ خان صاحب دلاور خان صاحب ان میں شامل تھے۔ لیکن اس عرصہ میں وہ بیعت میں شامل ہو گئے۔ اس لئے وہ اور میاں بشیر احمد صاحب ہماری طرف سے ہوں۔ اور مولوی غلام حسن خان صاحب اور سید عبد الجبار صاحب ان کی طرف سے ہوں۔ یہ چاروں جو فیصلہ کر دیں۔ اسے دونوں فریق منظور کر لیں۔ اور ساتھ ہی میں نے اپنی طرف سے اس کی منظوری کا بھی اعلان کر دیا تھا۔ لیکن چونکہ مجھے خطرہ تھا کہ شاید مولوی محمد علی صاحب اس خیال سے کہ اگر اپنے ہی آدمیوں نے ہمارے خلاف فیصلہ کر دیا۔ تو اس کا اثر بہت برا ہوگا۔ اس تجویز کو منظور نہ کریں۔ اس لئے میں نے

دوسری تجویز

یہ پیش کی تھی۔ کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کو یہ بورڈ منظور نہ ہو۔ تو دوسرے لوگوں میں سے دو اصحاب لے لئے جائیں۔ اور مثال کے طور پر میں نے سر عبد القادر صاحب اور ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے نام پیش کئے تھے۔ میرے اس خطبہ کے جواب میں باوجود دوبارہ ایک خطبہ میں یاد دہانی کرانے کے بھی مولوی محمد علی صاحب نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن ایک اور غیر احمدی صاحب جو ہمارے صوبہ میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ایک اور تحریک ہو گئی۔ اور وہ اس طرح کہ مولوی محمد علی صاحب نے ان سے بیان کیا تھا کہ میرے خلاف جو پروپیگنڈا ہوا ہے۔ اس میں انھوں نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ اس پر میں نے

مولوی صاحب کا ایک مضمون

انہیں بھجوایا۔ اور انھیں لکھا۔ کہ وہ مولوی صاحب سے دریافت کریں کہ آیا ان کے اس مضمون کو معقول کہا جا سکتا ہے۔ جب انھوں نے مولوی صاحب کو اس کے متعلق ذکر کرنے کے لئے بلوایا۔ تو مولوی صاحب نے انہیں یہ جواب دیا۔ کہ میں اس وقت تک اس کا کوئی جواب نہیں دوں گا جب تک آپ پورا پورا فیصلہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اور کوئی اور شخص بھی اس کام میں آپ کے ساتھ نہ ہو۔ انھوں نے مولوی صاحب کے اس جواب سے مجھے اطلاع دی۔ اور ساتھ ہی لکھا۔ کہ میرے لئے یہ کام مناسب نہ ہوگا۔ اور نیم سرکاری حیثیت رکھنے کے سبب سے میں اسے سرانجام نہ دے سکوں گا۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد خود ہی انہوں نے یہ تحریک کی۔ کہ بجائے انتظار کرنے کے اور دو آدمیوں کو مقرر کرنے کے بہتر ہوگا۔ کہ ایک ہی دیانتدار شخص کو مقرر کر دیا جائے۔ جو وقت دے سکے۔ اور اپنی طرف سے انہوں نے

آغا محمد صفدر صاحب سیالکوٹی

کا نام پیش کیا۔ جو ان دنوں لاہور میونسپلٹی میں کام کرتے ہیں۔ اور خلافتیوں کے مشہور لیڈر رہ چکے ہیں۔ اور لکھا۔ کہ اگر دونوں فریق اس معاملہ کو ان پر چھوڑ دیں۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ وہ ایک دیانت دار آدمی ہیں۔ آغا محمد صفدر صاحب بوجہ خلافتی لیڈر ہونے کے سخت عدم تعاون رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں انھوں نے بڑی بڑی قربانیاں بھی کیں۔ قید بھی ہوئے۔ اور کئی ایک دیگر مصائب برداشت کیں۔ اور چونکہ ہم نے شدت سے اس تحریک کی مخالفت کی تھی۔ اور پورے زور کے ساتھ اس پالیسی کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ بحیثیت جماعت اس تحریک کی مخالفت کرنے والی ہندوستان بھر میں

صرف ہماری ہی جماعت

تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ خیال میرے دل میں آ سکتا تھا۔ کہ ممکن ہے۔ آغا صاحب کو ہم سے عناد ہو۔ اس لئے وہ اس کام کے مناسب نہیں۔ لیکن جب ان کا نام میرے سامنے پیش کیا گیا اور مجھے بتایا گیا۔ کہ وہ دیانت دار آدمی ہیں۔ تو میں نے کہا یہ کوئی دینی معاملہ تو ہے نہیں

دینی معاملہ

تو ہم تمام دنیا کے سامنے بھی فیصلہ کے لئے پیش کرنے کو تیار نہیں جیسے وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود یا خلافت کے مسائل ہیں۔ یہاں تو معمولی بات ہے۔ کہ کس نے معاہدہ کی پابندی کی۔ اور کس نے اسے توڑا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسی باتوں کا مذہبی عقائد یا نظام سلسلہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے لین دین کے جھگڑے عام طور پر ثالثوں کے ذریعہ طے پاتے ہیں۔ اور چونکہ آغا صاحب کے متعلق ان کے بعض دوستوں نے مجھے بتایا۔ کہ وہ دیانتدار آدمی ہیں۔ اس لئے میں نے کہا۔ کہ اس معمولی معاملہ میں ہم انہیں فیصلہ کرنے کے لئے ثالث مقرر کر سکتے ہیں۔ اور میں نے اس شخص سے جو میرے پاس یہ پیغام لایا تھا۔ کہہ دیا۔ کہ مجھے یہ منظور ہے۔ چنانچہ اب لاہور جانے پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان صاحب نے

دوسرے فریق سے

بھی اس بارہ میں گفتگو کر لی ہے اور اس نے بھی آغا صاحب کے تقرر پر اظہار رضامندی کیا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے متعلق دوبارہ جماعت کو آگاہ کروں۔ ممکن ہے۔ کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ

مذہبی معاملہ میں ثالث کا کیا تعلق؟

میں بھی کہتا ہوں بیشک یہ صحیح ہے۔ مذہبی مسئلہ میں خواہ وہ رفیع الدین یا اس سے معمولی ہو۔ ہم تمام دنیا کے عقلمندوں کو بھی ثالث مقرر نہیں کر سکتے۔ مذہبی مسائل خدا تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہی ان کا فیصلہ کر سکتا ہے یا اس کے دیئے ہوئے اختیارات سے اس کے رسول فیصلہ کرنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ آپس کے جھگڑے اور باہمی تحریکات سے تعلق رکھتا ہے۔

اور ایسا معاملہ ہے ـ جسے عدالت میں بھی لے جایا جا سکتا ہے ـ اور ظاہر ہے ـ کہ ایسے معاملات میں اگر کوئی شخص آپس کے فیصلہ کو نہ مانے ـ تو عدالت کا فیصلہ تو اسے ضرور ہی ماننا پڑتا ہے ـ اس لئے اسے بذریعہ ثالث طے کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسے امور میں جن کا تعلق دین سے نہ تھا ـ ثالث مقرر کرنے کا اعلان کیا اسی طرح یہ معاملہ بھی دنیوی امور سے ہی تعلق رکھتا ہے ـ کہ معاہدہ کے بعد ہماری طرف سے زیادتی ہوئی ـ یا ان کی طرف سے ! اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی اعلان کیا تھا ـ اگر ثالث یہ فیصلہ کر دے ـ کہ میری طرف سے زیادتی ہوئی نہ کہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ـ تو میں شرح صدر سے

معافی مانگنے کے لئے تیار

ہوں ـ کیونکہ اپنی غلطی کا اعتراف بہت بڑی نیکی کا کام ہے ـ اور اسی طرح میں اپنی جماعت کا بھی ذمہ وار ہوں ـ علیٰ ہذا القیاس مولوی محمد علی صاحب کو بھی اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے ـ کہ اگر ان کے خلاف فیصلہ ہو ـ تو معافی مانگیں ـ میں تو خلیفہ ہوں ـ اور ان کی پوزیشن صرف ایک پریذیڈنٹ کی ہے ـ اگر میں خلیفہ ہو کر اپنے خلاف فیصلہ کو خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو ـ ماننے کے لئے تیار ہوں ـ کیونکہ یہ کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ـ تو انہیں بھی اسے تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے ـ اور اگر ثالث فیصلہ کرے ـ کہ انہوں نے زیادتی کی ہے ـ تو اپنی غلطی کا اعتراف کر کے علی الاعلان معافی مانگنی چاہیئے ـ

میرا خیال ہے ـ اگر ایک دفعہ اس طرح صحیح فیصلہ ہو جائے ـ میرا یہ مطلب نہیں ـ کہ ثالث بددیانتی کریگا ـ بلکہ صرف یہ مقصد ہے ـ کہ اس سے بھی

غلطی کا امکان

ہے ـ اس لئے میں کہتا ہوں ـ کہ اگر صحیح فیصلہ ہو جائے ـ تو یہ بات آئندہ اتحاد کے لئے بہت مفید ہوگی ! اور کوئی تعجب نہیں ـ کہ آئندہ مذہبی اتحاد کی بھی کوئی صورت پیدا ہو جائے ـ کیونکہ اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے انسان کیلئے راستی اور صداقت کو تسلیم کر لینا آسان تر ہو جاتا ہے ـ

اس فیصلہ کے لئے میں نے جو

شرائط

پیش کی تھیں ـ وہ یہ تھیں ـ کہ جس تاریخ سے معاہدہ کا اعلان ہوا اس سے لیکر اس تاریخ تک کہ میں نے یہ دیکھ کر کہ فریق ثانی نے معاہدہ کا کوئی احترام نہیں کیا ـ اس کی منسوخی کا اعلان کر دیا ـ اس عرصہ کے تمام حالات کا مطالعہ کر کے ثالث کو یہ دیکھنا ہوگا ـ کہ اس عرصہ میں شائع شدہ تحریروں یا تقریروں میں میری طرف سے زیادتی ہوئی ـ یا مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ـ اگر وہ یہ فیصلہ کرے ـ کہ زیادتی میری طرف سے ہوئی ـ تو میں اپنی

غلطی کا اعتراف

کروں گا ـ اور ان لوگوں کو جو تکلیف پہنچی ـ اس کے لئے ان سے معافی مانگوں گا ـ اسی طرح اگر مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے زیادتی ثابت ہو ـ تو وہ معافی مانگیں ـ اسی طرح

اخبارات کے متعلق

فیصلہ ہو ـ کہ کس نے زیادتی کی ـ اگر ثابت ہو جائے ـ کہ الفضل نے اس معاہدہ کو توڑا ـ تو الفضل معافی کا اعلان کرے ـ اور اگر یہ ثابت ہو ـ کہ پیغام صلح نے اس کی خلاف ورزی کی ـ تو وہ معافی مانگے ـ اور اگر کسی فرد کی طرف سے معاہدہ کا توڑنا ثابت ہو تو اس سے معافی کا اعلان کرایا جائے درحقیقت کسی

انسان کا دل دکھانا

ایک بہت بڑا جرم ہے ! اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی ایسے معاملہ میں معافی مانگنے سے پرہیز نہیں کیا ـ جب آپ فوت ہونے لگے تو صحابہؓ سے فرمایا ـ اگر کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو ـ تو اسے چاہیئے ـ کہ یہیں بدلہ لے لے ـ غور کرو ـ یہ کتنی بڑی قربانی ہے ـ آپ خاتم النبیین تھے ! اور آپ کی وہ شان تھی ـ کہ صحابہؓ آپ کے ایک ایک لفظ کو خدا تعالیٰ کے تصرف کے ماتحت سمجھتے تھے ـ پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسا انسان اس علو شان کے باوجود اس امر کے لئے تیار ہوتا ہے ـ کہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے ـ تو کوئی وجہ نہیں ہم لوگ اس کے لئے تیار نہ ہوں ـ

میں نے بارہا اپنے

نفس کے ہر گوشہ میں

تلاش کیا ! اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں ـ کہ جب سے میں خلافت پر متمکن ہوا ـ جانتے بوجھتے نہ پبلک میں اور نہ پرائیویٹ مجالس میں نہ تحریر میں اور نہ تقریر میں میں نے ان لوگوں کے متعلق کبھی کوئی سخت کلمہ نہیں کہا ـ بلکہ دوسروں نے بھی اگر کبھی سختی کی ـ تو ان کو روکا ہے پس میں خدا تعالیٰ کے سامنے تو بری ہوں ـ وہ میرے اندرونہ اور بطن کو خوب جانتا ہے ! اور اسی کو شاہد رکھ کر میں یہ کہہ رہا ہوں ـ کہ میں نے دل میں نہ ظاہر میں پبلک میں نہ پرائیویٹ مجلس میں کسی کے متعلق کبھی کوئی بُری بات نہیں کہی ـ بلکہ میں تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتا رہا ہوں ـ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ـ پس اگر خدا تعالیٰ کے سامنے اس

یقینی برأت

کے باوجود میں اس فیصلہ پر بھی جس کے غلط ہونے کا امکان ہو سکتا ہے معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں ـ تو میں نہیں سمجھ سکتا ـ کہ مولوی محمد علی صاحب کو اس میں کوئی کلام ہو ـ

چلتے ہوئے کسی کو ہماری ٹھوکر لگ جاتی ہے ـ اور ہم اس وقت کیا آسانی سے کہہ دیتے ہیں ـ معاف کیجئے ـ پس جب چلتے چلتے ہم ذرا سی ٹھوکر پر معافی مانگ لیتے ہیں ـ تو جب معافی مانگنے سے سینکڑوں لوگوں میں اختلاف مٹ سکتا ہو ـ اس کے لئے ہم کیوں تیار نہ ہوں ـ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مثال دی ہے جو اپنی

وفات کے موقعہ پر

آپ نے فرمایا ـ اگر کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو ـ تو بتا دے ـ اور بدلہ لیلے ـ اس پر ایک صحابی نے کہا ـ یا رسول اللہ مجھے آپ سے ایک تکلیف پہنچی ہوئی ہے ـ اور میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں ـ ایک جنگ کے موقعہ پر آپ لشکر کی صف بندی کر رہے تھے ـ اور کسی ضرورت سے آپ کو صف چیر کر نکلنا پڑا ! اور آپ کی کہنی مجھے لگی ـ وہ لوگ جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عشق تھا اور جن کے

عشق کی ایک ادنیٰ مثال

یہ ہے ـ کہ ایک صحابی جنگ احد میں بہت سخت زخمی ہوئے ـ اُن کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں ـ اور ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں ـ اُن کا ایک رشتہ دار بہت تلاش کے بعد ان تک پہنچا ـ اس وقت ان کی زندگی میں صرف چند منٹ باقی تھے ـ رشتہ دار نے چاہا ـ کہ ان کی زندگی کو بچانے کے لئے کچھ مدد کرے ـ لیکن انہوں نے کہا ـ کہ اب مدد کا موقعہ نہیں ـ میرے پاس آؤ جب وہ پاس گیا ـ تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا ـ میں تمہارے ہاتھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہاتھ فرض کرتا ہوں ! اور اس سے مصافحہ کرتا ہوں ـ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دینا ! اور میں تم سے عہد لیتا ہوں ـ کہ میرے تمام رشتہ داروں سے کہہ دینا ـ میں مر رہا ہوں مگر

دنیا کی سب سے قیمتی چیز

یعنی محمد رسول اللہ کو تم میں چھوڑے جاتا ہوں ـ تمہیں خواہ کتنی بھی قربانیاں کرنی پڑیں ـ کسی حالت میں بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑنا اور ہر طرح آپ کی حفاظت کرنا ـ ظاہر ہے ـ کہ جب ایسے لوگوں نے اس صحابی کے مُنہ سے بدلہ لینے کے الفاظ سُنے ہونگے ـ تو انہیں کس قدر جوش آیا ہوگا ـ ان کی تلواریں میانوں سے تڑپ تڑپ کر باہر آ رہی ہونگی ! اور وہ چاہتے ہوں گے ـ کہ اس کی بوٹی بوٹی اڑا دیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ـ

لو تم بھی مجھے کہنی مار لو

اس صحابی نے عرض کیا ـ یا رسول اللہ اس وقت جب آپ کی کہنی مجھے لگی ـ میرا جسم ننگا تھا ـ اس پر آپ نے اپنا کرتا اٹھا کر اپنا جسم ننگا کر دیا ـ وہ صحابی جھکا اور نہایت ادب سے اس مقام پر بوسہ دیا ـ اور کہا ـ یا رسول اللہ میں چاہتا تھا ـ کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤں ! اور حضور کے مطہر جسم کو بوسہ دے کر برکت حاصل کروں ـ لیکن یہ بات تو اس کے دل میں تھی ـ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تو اس کا کوئی علم نہ تھا ـ آپ تو یہی سمجھتے تھے ـ کہ یہ مجھے کہنی مارنا چاہتا ہے ! اور آپ نے اسی لئے اپنا جسم بھی ننگا کر دیا تھا ـ

اس سے معلوم ہوتا ہے ـ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی ایسی بات کو قیامت پر اٹھا رکھنا نہیں چاہتے تھے ! اور میں سمجھتا ہوں اگر ہمارے مخالفوں میں ایسا اخلاص بلکہ اس کا ہزارواں حصہ بھی موجود ہوتا ـ تو یہ جھگڑا کبھی پیدا ہی نہ ہوتا ! اور اب بھی اگر وہ اس فیصلہ پر آمادہ ہو جائیں ـ تو

نیک نتیجہ کی امید

ہو سکتی ہے ـ میں دوبارہ اعلان کرتا ہوں ـ کہ مجھے یہ طریق فیصلہ منظور ہے ـ ہماری طرف سے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وکیل ہونگے ـ جو ہماری طرف سے سب باتیں پیش کرینگے ـ

طریق فیصلہ

یہی ہوگا ـ کہ پہلے اس معاہدہ کے معنی کئے جائینگے ـ اور دیکھا جائیگا کہ مسائل پر بحث کس رنگ میں کرنی جائز تھی ـ یوں تو پہلے بھی مسائل پر ہی بحث ہوتی تھی ـ سوال یہ تھا ـ کہ دوسرے کو ذلیل اور لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکانے کی کوشش نہ کی جائے ! اور یہ دیکھا جائیگا کہ اس طرح کیا گیا یا نہیں ـ مسائل میں شرعی دلائل سے کام لیا گیا ـ یا لوگوں کو اشتعال دلایا گیا ـ اور اس عرصہ میں جو بحث کی گئی وہ بھڑکانے کا پہلو رکھتی ہے یا نہیں ـ یہ اصل ہے ـ جس کے ماتحت مسائل کی بحث دیکھی جائے گی ـ پہلے بحث کا یہی رنگ تھا جس کے

لئے معاہدہ کیا گیا تھا۔ ورنہ ماں بہن کی گالیاں تو وہ پہلے بھی نہیں دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ دیکھا جائیگا۔ کہ میں اور مولوی محمد علی صاحب میں سے کس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت نے اس کے مفہوم کے خلاف عملدرآمد کیا۔ اور اخبارات میں سے کس نے اسے پس پشت ڈالا۔ ان باتوں کا جو بھی فیصلہ ثالث کرے۔ وُہ خواہ غلط ہو یا صحیح۔ دونوں فریق اسے تسلیم کریں۔ اور جس کی زیادتی ثابت ہو۔ وہ دوسرے سے معافی مانگے ✦

دوسرا فریق بھی اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر سکتا ہے۔ چونکہ جھگڑے میں بسا اوقات ایسی باتیں ہو جاتی ہیں۔ جن سے فساد کے اور بھی بڑھ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں یہ تحریک بہت بہتر ہے۔ کہ

ایک ایک وکیل

ہی دونوں طرف سے پیش ہو۔ اس کے بعد ثالث کے دل میں جو خدا تعالےٰ ڈالے۔ وُہ فیصلہ کر دے۔ اس موضوع پر دوبارہ خطبہ بیان کرنے سے میری غرض یہ ہے۔ کہ اس بات کو واضح کر دوں۔ کہ یہ معاملہ کس قسم کا ہے۔ تاکہ کوئی شخص غلطی سے اسے کوئی دینی مسئلہ نہ سمجھ لے نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

دینی مسئلہ کے متعلق ثالث

کے تقرر کو کبھی پسند کیا۔ اور نہ ہی یہ کوئی دینی مسئلہ ہے جس کا فیصلہ ثالث کا کیا ہوا میں منظور کر رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن امور کے فیصلہ کے لئے ثالث مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ وُہ تمام دنیوی علوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی میرا یہ فعل قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور میرا یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسا کرنا ہرگز ہرگز اس بات کے لئے بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کہ

دینی مسائل کا فیصلہ

بھی ثالث کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ پھر اس امر کے لئے بھی کہ اگر ہماری جماعت میں سے کسی کے خلاف فیصلہ ہو۔ تو وُہ معافی مانگنے کے لئے تیار رہے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہونگا۔ کہ اگر ثالث فیصلہ نہ بھی کرے تو بھی اگر کسی نے زیادتی کی ہو۔ تو اسے معافی مانگ لینی چاہئیے۔ مجھے تو اگر ذرہ بھی شبہ ہوتا۔ تو میں ایسے ہی انشراح صدر سے معافی مانگ لیتا۔ جس طرح سے کہ حج یا نماز ادا کی جاتی ہے۔ اور اسے اپنی ہتک ہرگز نہ سمجھتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی عبادت یقین کرتا ✦

اس کے بعد میں دُعا کرتا ہوں۔ اور دوستوں سے بھی کہتا ہوں۔ کہ وُہ بھی دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان فتن کو جو سلسلہ کی ترقی کے راستہ میں روک ہیں۔ دور کر دے۔ اور دلوں سے کدورتوں کو نکال کرا یسے

مصفےٰ آئینہ

کی طرح کر دے۔ جس پر ذرا بھی گرد و غبار نہیں ہوتا۔ اگر احمدیت کو قبول کر کے بھی ہم نے کینہ۔ کپٹ اور بغض و عناد ہی حاصل کیا۔ تو یقیناً یہ ایک مہنگا سودا ہے۔ جس سے نہ خدا ہی راضی ہوا۔ اور نہ دنیا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ایسی ذلت سے بچائے۔ آمین ✦

موسم بہار میں نشانہائے کردگار

سنہ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خدا تعالےٰ کا مندرجہ ذیل کلام نازل ہوا:-

۱- پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔
۲- پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔
۳- چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار۔
۴- چو دَورِ خسروی آغاز کردند۔ مسلماں را مسلماں باز کردند
۵- مقامِ او مبیں از راہِ تحقیر۔ بدورانش رسولاں ناز کردند

خدا تعالےٰ کے ان اقوال کی تائید اس کے افعال نے اسی سن میں فرمائی۔ اور کیا ہندوستان کیا یورپ سب کے رہنے والوں نے تسلیم کر لیا۔ کہ اس موسم بہار میں جو برف باری اور شدت کی سردی ہے۔ گذشتہ زمانوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی اسی طرح زلزلہ بھی آیا۔ اور اس کا ایسا سخت جھٹکہ محسوس ہوا۔ کہ غافلوں کی آنکھیں کھُل گئیں ✦

لیکن کلام الٰہی میں یہ بھی تھا:-

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس لئے ہر بہار کے موسم میں ہم نے دیکھا۔ کہ موسم بہار میں نسبتاً سردی زیادہ پڑتی ہے۔ اور زلزلے بھی مختلف دیار میں پہلے زمانوں سے کمیت اور کیفیت میں زیادہ آتے رہے۔ تا لوگ غفلت کی نیند سے جاگیں۔ اور اپنے مالک و خالق کے حضور تضرع و خشوع سے فرمانبردار ہو کر گریں۔ اور اس زمانے کے پیغامبر خدا کو پہچانیں۔ اور اس سے گستاخی و شرارت کے ساتھ پیش نہ آئیں ✦

آخر وُہ دَورِ خسروی آگیا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے حسن و احسان میں نظیر کو جلوہ فرمائے تخت خلافت ہونا تھا جس کے زمانے پر رسولوں کو ٹھیک ایسا ہی ناز ہے۔ جیسے ہر باپ کو اپنے سعادت مند بیٹے کی حیات و خدمات پر ناز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسے فخر الرسل کا خطاب دیا گیا۔

اب اس برس تئیس سال کے بعد دُنیا نے پھر دیکھ لیا کہ :- پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔

۱- ۱۵ جنوری کے بعد موسم بہار شروع ہو جاتا ہے۔ باغوں میں جا کر دیکھ لو۔ شگوفے نکل رہے ہیں۔ آڑو و ناشپاتی کے درخت پھولوں سے لدے ہوئے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا۔ اور اس ستودہ بارگاہ ایزدی کے مقام کو از راہ تحقیر دیکھنے والوں کو انتباہ کیا۔ سردی اور برف باری اس شدت کی ہوئی۔ کہ الامان والحفیظ ✦

۲- فروری کا زمیندار سلسلہ احمدیہ کا مشہور دشمن عنید "ملک کے طول و عرض میں شدت کی سردی" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

۱- "بمبئی میں جس نوعیت کی سردی اس مرتبہ پڑی ہے۔ ویسی سنہ ۱۸۴۷ء کے بعد کبھی نہیں پڑی"

۲- "کل رات پشاور و مضافات میں شدت کی برف باری ہوئی۔ اس غضب کی برف باری سنہ ۱۸۸۳ء کے بعد کبھی نہیں ہوئی"

۳- راولپنڈی کی نسبت لکھا ہے :- "زبردست برف باری ہوئی۔ جہاں گذشتہ تیس سال میں کبھی برف نہیں پڑی تھی"

یہ تو میں نے تین* حوالے دیئے۔ ورنہ تمام ہندوستان میں یکزبان تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ جس شدت کی سردی ان ایام میں پڑی ہے گذشتہ زمانے میں اس کی نظیر تیس سال سے پہلے نہیں ملتی۔ یہ حالت ہندوستان ہی میں نہیں۔ ہندوستان سے باہر بھی ہے۔ چنانچہ قسطنطنیہ ۴ فروری کا تار ہے۔ کہ "گذشتہ ۲۵ سال میں اس قدر شدید جاڑا نہیں ہوا۔ جتنا کہ اب کی مرتبہ ہے۔ چار چار فٹ تک برف پڑی ہے۔ سردی کی وجہ سے اکثر اموات ہو چکی ہیں"
(تیج دہلی ۷ فروری سنہ ۲۹ء)

۲- قسطنطنیہ ۴ فروری "تمام یورپ میں اس قدر شدید سردی پڑ رہی ہے۔ کہ لوگ اسے بدترین موسم سمجھتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کی زندگی میں کبھی ایسی سردی نہیں پڑی۔ بھوکے بھیڑیوں کے غول کے غول شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ جن سے باشندے سخت خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ بویریا اور یونان میں بھی سخت برف باری ہوئی ہے جس کی زمانہ سابقہ میں نظیر نہیں پائی جاتی" (سیاست ۷ فروری)

پھر اسی کلام خدا میں زلزلہ کی نسبت بھی خبر دی گئی ہے۔ کہ اس نشان (زلزلہ جیسا کہ اس الہام کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود رقم فرمایا ہے) کی چمک پانچ بار دکھلاؤنگا۔ اور اس کے لئے موسم بہار کو معین کیا۔ یکم فروری کی رات کو جو زلزلہ ۱۱ بجے آیا۔ اس کے مسلسل جھٹکے در سنہ ۱۹۰۵ء کے مشہور زلزلہ سے کم نہ تھے۔ صرف یہ فرق تھا۔ کہ ۱/۲ منٹ رہا۔

"زمیندار" حق کا عدو مبین اس زلزلہ کی خبر کو ان عنوانات کے ماتحت چھاپ کر اظہار حقیقت و اعتراف مصیبت پر مجبور ہوا ہے "اذا زلزلت الارض زلزالها" "رات کے پردہ میں قہر الٰہی کا نزول" "زلزلے کا قیامت خیز جھٹکا"

پس مبارک وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے ان نشانوں پر اندھوں کی طرح نہیں گذرتے۔ اور ہدایت کی راہ پاتے ہیں ✦

اکمل قادیان

---

* معاصر انقلاب ۷ فروری ۱۹۲۹ء "سردی کی غیر متوقع شدت" کے عنوان سے ایک نوٹ میں لکھتا ہے:-

"چند روز سے پنجاب کے اکثر حصوں میں دفعتہً نہایت شدید سردی پڑنے لگی ہے۔ حالانکہ اب تک موسم سرما کی شدت بہت کم ہو جانی چاہیئے تھی"

"یہ سردی بالکل بے موسم اور خلاف معمول پڑ رہی ہے"

وصیتیں

نمبر ۲۹۵۲ :۔ میں صغرا بیگم زوجہ شیخ غلام حسین صاحب عمر ۳۰۔ سال بیعت ۱۵۔ اگست ۱۹۱۲ء ساکن لدھیانہ حال نئی دہلی گنّا پوا سے بوائز بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰۔ نومبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے :۔ زیورات ایک ہزار روپیہ کے۔ مہر دو سو روپیہ۔ کل بارہ صد روپیہ

العبد صغرا بیگم بقلم خود۔ گواہ شد غلام حسین احمدی خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد علی بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبد المجید احمدی

نمبر ۔ میں شہزادہ بیگم عرف سجادہ بیگم زوجہ سید حیدر شاہ پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال۔ بیعت ۲۰ جنوری ۱۹۱۵ء ساکن منڈیر ڈاکخانہ لالہ موسے تحصیل کھاریاں۔ ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد زیورات طلائی و نقرئی قیمتی ۳۰۳ روپیہ کے ہیں۔ اور یہی میرا زیور ہے۔ جو کہ میرے خاوند نے مجھے دیدیا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کیوقت اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ فقط۔ العبد شہزادہ بیگم عرف سجادہ بیگم۔ گواہ شد سید حیدر شاہ خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد سید حیدر شاہ ولد ستار شاہ برادر موصیہ بقلم خود ÷

نمبر ۔ میں سید حیدر شاہ ولد حسین شاہ پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۱ء ساکن منڈیر ضلع گوجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ۹ بیگھہ زمین مونگ میں بعوض مبلغ ۷۷۵ روپیہ رہن باقبضہ ہے۔ اور ۶۰ روپیہ میری ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور میری وفات کے وقت میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائداد کے طور پر بد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد حیدر شاہ۔ گواہ شد مرزا برکت علی امیر جماعت احمدیہ عبادان حالوارد قادیان۔ گواہ شد سید حیدر شاہ سکرٹری انجمن احمدیہ مونگ حالوارد قادیان

نمبر ۔ میں غلام نبی ولد محمد بخش قوم مغل پیشہ مسگر عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن امرت سر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا اس وقت مکان قیمتی قریباً اڑھائی ہزار روپیہ ہے۔ اور ماہوار آمد قریباً للغ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور بوقت وفات جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ ۲۶ ۱۲/۲۸

العبد غلام نبی مسگر۔ گواہ شد محمد شفیع مسگر کٹڑہ جیل سنگھ امرت سر۔ گواہ شد ڈاکٹر غلام علی بقلم خود

نمبر ۲۹۰۹ ۔ میں فقیر محمد ولد چوہدری احمد خاں صاحب قوم جاٹ وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۳۱۔ سال بیعت ۱۹۱۹ء ساکن شیخوپور ضلع گوجرات حال انسپکٹر پولیس کیملپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵۔ ستمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت دیگر بھائیوں کے ساتھ مشترکہ زمین موضع شیخوپور ضلع گجرات میں ہے۔ اور ۲ کنال ۱۴ مرلہ سکنی زمین کا تہائی حصہ دارالفضل قادیان میں ہے۔ میری ماہوار تنخواہ ماہوار ۱۴۵ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے وقت جسقدر جائداد متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک و قابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ نوٹ :۔ اصل وصیت ۵ ۹/۲۸ کو تحریر کی گئی تھی۔ لیکن وہ گم ہوگئی۔ اس لئے آج نئی دستاویز تحریر کردی ہے

فقیر محمد انسپکٹر پولیس کیملپور۔ گواہ شد (ڈاکٹر) محمد حسین انڈین ملٹری ہاسپٹل کیمل پور چھاؤنی بقلم خود۔ گواہ شد بشیر احمد وکیل آف گوجرانوالہ ÷

نمبر ۲۸۳۹ ۔ میں سرور جان بنت حکیم محمد قاسم قوم قریشی عمر ۳۱ سال بیعت بعہد خلیفہ اول ساکن لالہ موسیٰ ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸ اپریل ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی ۲۳۔ تولہ۔ زیور نقرہ ۲۶ تولہ قیمتی [illegible] روپے کا اور برتن خانگی و کتب و کبس ہیرم و ۳۔ ٹرنک آہنی مع چارپائیاں وغیرہ قیمتی ماعت روپیہ اور اراضی سکنی پڑاؤ لالہ موسےٰ میں ۴ مرلہ قیمتی [illegible] روپیہ کل ساڑھے تیرہ صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر بعد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم کو حصہ وصیت سے مجرا دیا جائیگا۔ نوٹ۔ اس رقم میں آٹھ صد روپیہ مہر کا ہے اور باقی اسباب وہ ہے۔ جو مجھے والد صاحب سے جہیز میں ملا تھا۔ فقط۔ العبد بقلم خود سرور جان موصیہ ۲۸/۴۔ گواہ شد حکیم محمد قاسم سکرٹری انجمن احمدیہ لالہ موسےٰ۔ ابو محمد ہاشم خاں۔ گواہ شد محمد فاضل احمدی ولد فضل الٰہی ساکن ملکہ ضلع گجرات حالوارد لالہ موسیٰ

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ "الفضل" ایڈیٹر)

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب "محافظ اٹھرا گولیاں" اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپکی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہاں گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بنکر پیارے بچوں سے خالی تھے۔ اور وہ مایوس انسان جو اولاد زندہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج و غم میں مبتلا تھے وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچے خوبصورت۔ اٹھرا کے اثرات سے بچے ہوئے صحیح و سلامت طبعی عمر پانے والے ہونگے

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے اخیر مدت تک تقریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک ہی دفعہ منگوائے پر فی تولہ (عہ) لیا جائیگا۔

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کیلئے ہمہ صفت موصوف ہے اعضائے رئیسہ کمزور ہوں۔ یا نسیان ہو یا معدہ کمزور ہو۔ یا دماغ کمزور ہو۔ یا دل دھڑکتا ہو۔ یا کمزوری جگر ہو یا بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ قوت کمزور پڑ گئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال ازبس ضروری ہے

قیمت فی ڈبیہ (عا) روپے

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

اولاد حاصل کرنے کی

حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں۔ اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ اشتہاری حکیموں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف

حب حمل

کا استعمال گھر میں شروع کرا دیں۔ جس کا پہلی دفعہ کا استعمال ہی انشاء اللہ آپ کو بامراد کر دیگا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں۔ ع

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

قیمت حب حمل صرف پانچ روپے (لعہ)

آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جاویں گے۔

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

غور سے پڑھیئے

آپکے فائدہ کی بات ہے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا۔ کمی خون کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ استسقا قبض وغیرہ کی شکایت ان کے لئے عرق نور اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کے لئے تریاق۔ [illegible] اس کا استعمال کیا جائے۔ تو [illegible] نہیں ہوتا۔ [illegible] خون اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کے لئے بھی مفید ہے جس قدر "عرق نور" پیا جائے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ بھیجا جاتا ہے۔

قیمت ایک بوتل وزنی ۱۱ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے عرق نور مجرب المجرب ہے اس کے استعمال سے ماہواری خرابی اور قلت خون۔ درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں۔ تو آپ ایسا کریں۔ کہ ایک اقرارنامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کرکے کہ ہم موجد عرق نور کو مبلغ اسی ۸۰ روپیہ بعد حصول اولاد ادا کر دیں گے کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ بھیج دیں۔ تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کر دیں گے۔ صرف خرچ ڈاک آپکو دینا ہوگا۔ نقد قیمت ۸ خوراک دوائی بمعہ شافہ قیمت للعہ

درد شقیقہ۔ ایک منٹ میں آرام قیمت عہ شیشی ایک اونس

درد گردہ۔ پندرہ منٹ میں آرام قیمت ایک تولہ دو روپیہ (عا) خوراک ایک ماشہ

درد عصابہ یا بیل۔ دو منٹ میں آرام قیمت دو روپیہ (عا) شیشی دو اونس۔ بمعہ چھ عدد گولیاں

بواسیر خونی ہر سہ قسم قیمت (دوائی خوردنی اور لگانے کی) سے روپیہ سے ۵ روپے تک۔ مطابق مرض۔

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان (پنجاب)

بہترین مشین سیویان نو ایجاد

نکل پلیٹڈ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور با افراط کام دینے والی

اس سے بہتر مشین سیویاں دنیا بھر میں نہ مل سکیگی

مختصر پرزے تھوڑا وزن

چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے

موٹی و باریک دو چھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ

قیمت سائز کلاں ۱۲ انچ قطر ۱۲ سائز خورد ۱۰½ انچ قطر ۸

محصول ڈاک علاوہ

ایم عبد الرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ لاہور (پنجاب)

خوشخبری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

میں یہ خوشخبری ان احباب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لاعلاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو احباب علاج کرانا چاہیں۔ جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کرکے پوری تحقیقات کریں۔

نوٹ:۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی

المشتہر

حکیم نقا محمد احمدی موضع بیرسیال ڈاکخانہ ہون ضلع جالندھر

دس مرلہ قطعہ زمین

منشی شادی خان صاحب مرحوم (محلہ دار الضعفا) کے مکان سے متصل قابل فروخت ہے۔ جو اصحاب مسجد مبارک اور حضرت صاحب کے مکانات کے نزدیک ارزاں زمین کے طلبگار ہوں۔ ان کے لئے یہی بہتر موقعہ ہے۔ نرخ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت

ھ معرفت دفتر مینیجر الفضل قادیان

ضرورت

دو خواندہ پابند صوم و صلوٰۃ لڑکیوں کے لئے جن کی عمر ۱۸ اور ۱۹ سال کی ہے۔ شریف اور برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتوں کی ضرورت ہے۔ لڑکیاں ایک تعلیم یافتہ گھرانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

خط و کتابت معرفت مینیجر الفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں

——— پشاور ۴ ر فروری۔ ۲۵ جنوری کو بچہ سقہ نے تنگراہر گردیز اور دیگر مقامات پر ہوائی جہازوں سے اس مضمون کے پمفلٹ گرائے گئے۔ کہ شاہی خاندان کے آدمیوں کو کابل چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ اور اگر قبائل مجھے بادشاہ نہیں بنانا چاہتے۔ تو وہ اپنے نمائندے بھیجکر جس کو چاہیں۔ بادشاہ منتخب کرلیں ×

——— پشاور ۴ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سردار عبدالباری خاں وزیر تجارت و زراعت کو گرفتار کر کے بچہ سقہ کے سامنے پیش کیا گیا جس نے کہا۔ کہ وزارت خارجہ کا کام انجام دیں۔ سردار صاحب نے انکار کر دیا لیکن کہا جاتا ہے۔ کہ بچہ سقہ نے کہا۔ "ان کو لے جاؤ۔ میں نے ان کو وزیر خارجہ مقرر کر دیا ہے ×

——— امرتسر ۴۔ فروری۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے برقی پیغام کے جواب میں وزیر خارجہ حکومت ہند نے کمیٹی مذکور کو کابل میں سکھوں کے قتل اور گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے متعلق جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ خبر غلط ہے۔ نیز اپنے برقی پیغام کے جواب میں برطانوی سفیر کابل کا آیا ہوا تار بھی بھیجا ہے۔ جس میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے ×

——— پشاور ۴۔ فروری۔ کابل سے سب سے اخیر میں جو مسافر آئے ہیں۔ ان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بچہ سقہ نے بازار کابل کے دوکانداروں کو حکم دیا۔ کہ اپنی دوکانوں میں کوئی تصویر یا فوٹو نہ رکھیں۔ اگر کوئی دوکاندار اس حکم کی خلاف ورزی کریگا تو اس کی دوکان لوٹ لی جائے گی ×

——— بچہ سقہ نے عجائب خانہ کابل کے تمام عجائبات نکال کر ایک جگہ جمع کر رکھے ہیں۔ اور لوگوں سے علانیہ کہہ رہا ہے۔ کہ شاہ امان اللہ خاں بت پرست تھا۔ اس کے ثبوت میں وہ عجائب گھر کی مورتیں لوگوں کو دکھاتا ہے۔ شاہی محلات کے تمام قیمتی ایرانی قالین جن پر تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ اس نے تباہ کر دئے ہیں اس قسم کے تمام کارروزی کے کام بھی تباہ کر دئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ بچہ سقہ نے شاہی خاندان کی تین لڑکیوں کے ساتھ جبراً شادی کرلی ہے ×

——— بمبئی ۵۔ فروری۔ آج شام دو سو پٹھانوں پر اس شک کی بنا پر کہ پٹھان لوگ بچوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ ۵ ہزار مزدوروں نے حملہ کر دیا جس میں بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس کے وقت پر پہونچ جانے سے ہنگامہ رک گیا۔ تین پٹھان جو کہ گودام میں محافظ تھے۔ قتل ہوئے۔ چھ اور پٹھان ۲ ہزار مزدوروں کے نرغے میں آگئے۔ ان میں سے دو اسی جگہ قتل ہو گئے۔ اور چار سخت زخمی ہوئے۔ جو ہسپتال میں پہونچائے گئے۔ رات کیونت معلوم ہوا۔ کہ ۵۰ آدمی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اس سے پہلے چھ مر چکے تھے

——— لاہور ۵ فروری۔ پچھم فروری کی رات کو لاہور سنٹرل جیل سے پانچ قیدی جن کو میعاد کی سزائے قید ہوئی تھی۔ بھاگ نکلے۔ جو گرفتار ہو گئے۔ وہ کابل بھاگ کر جانا چاہتے تھے ×

——— پشاور ۵ فروری۔ جو ہندوستانی پناہ گزین کابل سے حال ہی میں آئے ہیں۔ وہ اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں کہ بچہ سقہ نے شہزادہ حیات اللہ خاں۔ شہزادہ کبیر خاں۔ سردار امیر ہاشم خاں وزیر مالیات۔ امان اللہ خاں کے ماموں سردار محمد عمر خاں۔ سردار ولی محمد خاں۔ سردار احمد شاہ۔ سردار شیر احمد خاں اور دیگر امرا کو قید کر دیا ہے ×

——— پشاور ۵۔ فروری۔ بچہ سقہ نے امان اللہ خاں کے روسی ہوابازوں کو مجبور کیا تھا۔ کہ وہ اس کی ملازمت قبول کر لیں انھوں نے اس کا حکم تو مان لیا۔ لیکن کل اس کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے وہ تین ہوائی جہاز لے کر قندھار کی طرف پرواز کر گئے ×

——— پشاور ۶۔ فروری۔ بچہ سقہ اور اس کے رفیق کار سید حسین کے درمیان اختلاف بڑھ رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہر دو۔ تخت کابل کے لئے ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزمائی کرینگے

——— کولمبو۔ ۶ فروری۔ مدرنا میں ٹریم کار والوں کی ہڑتال کے سلسلے میں ہڑتالیوں اور فوج کے درمیان فساد ہو گیا۔ پولیس اور فوج نے ہڑتالیوں پر گولی چلائی۔ جس کے نتیجہ میں چار اشخاص قتل اور کئی سو زخمی ہوئے۔ ریلوے کے کارکنوں نے پولیس اور فوج پر شکستہ بوتلوں کے ٹکڑے اور پتھر برسائے ٹیلیگراف کے تار کاٹ ڈالے۔ انجن میں آگ لگا دی ×

——— بمبئی ۶۔ فروری۔ آج شب کو پٹھانوں اور ہندو مزدوروں کے مابین کئی مرتبہ تصادم ہوا۔ ڈونگری میں تو نہایت ہولناک فساد برپا ہوا۔ جس میں دو ہندو مارے گئے۔ اور متعدد زخمی ہوئے۔ پولیس کا حوالدار سخت مجروح ہوا۔ بعض پٹھانوں نے لوزناگ میں ٹریم کاروں پر پتھر برسائے۔ جس سے دو پارسی زخمی ہوئے۔ شب کے وقت سورلینڈ لاٹ پر ایک ہندو کو چاقو بھونک کر مار دیا گیا۔ اس وقت تک کل ۱۹ آدمی قتل ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۱۳ پٹھان ۵ ہندو اور ایک پولیس افسر ہے۔ آج ۱۵ زخمی ہسپتال بھیجے گئے۔ اس طرح مجروحین کی تعداد ۹۰ تک پہونچ گئی ہے ×

——— بمبئی ۶۔ فروری۔ آج شام کو شہر کے دو حصوں بھنڈی بازار اور ڈونگری میں فوجی سپاہیوں نے فیر کئے۔ تین مسلمان تذر اجل ہو گئے ×

——— جلال آباد کی طرف سے کابل کے تخت کا ایک اور دعویدار پیدا ہونے کی خبر سنی جاتی ہے۔ اور اگر یہ خبر صحیح ثابت ہوئی تو یہ کابل کا چھٹا بادشاہ ہوگا ×

——— پشاور ۶۔ فروری۔ شاہ امان اللہ خاں کے مال میں سے ۵ لاریاں جو حال میں پشاور پہونچی تھیں۔ ریل کے ذریعہ سے چمن کو روانہ کی گئی ہیں۔ تاکہ قندھار بھیجدی جائیں۔

——— سول ملٹری گزٹ کا بیان ہے۔ کہ پیرس میں یہ خبر اڑ رہی ہے کہ شاہ امان اللہ اب افغانستان کو چھوڑ دینگے۔ اور فرانس میں جا کر رہائش اختیار کر لینگے ×

——— دہلی ۔ ۵۔ فروری۔ سر دکٹر ساسون نے اسمبلی میں پبلک سیفٹی بل پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ معلوم ہوا ہے۔ اڑھائی لاکھ پونڈ ہندوستان میں باہر سے بھیجے گئے ہیں۔ جب انقلاب کے لئے وقت آئے گا۔ انہیں تقسیم کیا جائیگا۔

——— پشاور ۷ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سردار علی احمد جان کے ساتھیوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ شنواریوں نے ایک جلسہ منعقد کر کے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ علی احمد جان کو بادشاہ نہیں بننے دینگے۔ علی احمد جان کے پاس اب اتنی فوج نہیں رہی کہ وہ کابل پر حملہ کر سکے ×

——— کوئٹہ ۷۔ فروری۔ جو افواج امان اللہ خاں کے زیر نگرانی تھیں۔ رمضان کے نزدیک آنے کے باعث منتشر کر دی گئیں اور امان اللہ واقعات کا منتظر ہے ×

——— کوہ مری میں ۲۷ جنوری کو ۸ فٹ برف پڑی ہے بازاروں میں برف کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ×

——— مدراس ۷۔ فروری۔ مشہور کانگریسی لیڈر سبھامورتی لیڈر انڈیپنڈنٹ کو آج صبح پولیس نے بغیر وارنٹ گرفتار کر لیا ہے ×

——— بھالیہ ۸۔ فروری۔ بھالیہ اور ملک وال کے درمیان ریلوے لائن کی پیمائش شروع ہو گئی ہے ×

ممالک غیر کی خبریں

——— طہران ۴۔ فروری۔ سابق ایرانی وزیر خارجہ متعینہ روم مرزا یحییٰ ابوالقاسم احمد یکایک انتقال کر گئے ×

——— لنڈن چار فروری۔ آج ایوان عام میں مسٹر ہوور ڈبے نے سوال پیش کیا۔ کہ کیا خطرہ پیش آنے کی صورت میں ہوائی جہاز کے ذریعہ سفیر کے واپس بلا لینے کی صورت میں کابل برٹش سفارت اور اس کا عملہ قائم رکھا جائے گا۔ جواب میں مسٹر آسٹن چیمبرلین نے کہا۔ کہ سفارت کے ماتحت کارکن اور دیگر اشخاص کا تخلیہ یا تو ہو چکا ہے۔ یا ہو رہا ہے۔ اور سر فرانسس ہمفریز اور اس کے عملہ کی واپسی حالات پر منحصر ہوگی ×

——— پیرس ۵۔ فروری۔ مارشل فوش کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ اور بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے ×

——— برلن۔ ۵۔ فروری۔ امیر امان اللہ خاں کا بیٹا پرنس ہدایت اللہ خاں جو پیرس سے ماسکو جا رہا ہے۔ یہاں پہونچ گیا ہے

——— لنڈن۔ ۶۔ فروری۔ آج کل تمام یورپ میں سخت سردی ہے۔ جو سردی کی اس لہر سے پیدا ہوئی ہے۔ جو سائبیریا سے آئی ہے۔ اس کے باعث موسم میں تبدیلی ہو کر انگلستان میں سخت انفلوانزا کی وبا پھیل گئی۔ ۱۹۱۸ء کے بعد یہ نہایت زور کی وبا نمودار ہوئی ہے ×

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔